1. An overdue charge of 10/20 Paisa will be levied for each day, if the book is kept beyond the date stamped above.
2. Writing / Marking on the pages of a book with ink or pencil, tearing or taking out it pages or otherwise damaging it, will constit an injury to the book.
3. Any such injury to a book is serious c Unless a borrower points out the in the time of borrowing the book, he/sh held strictly responsible for it.

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

آغازِ اسلام

ترجمہ

بدالاسلام

مؤلفہ

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی مرحوم

جسے

علیا جنابہ میمونہ سلطان شاہ بانو صاحبہ دام اقبالہا بیگم صاحبہ عالیجناب نواب زادہ

میجر محمد حمید اللہ خانصاحب بہادر نے مسلمان لڑکیوں کے واسطے

فارسی سے اردو میں ترجمہ کر کے شائع فرمایا

اور بماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۳ھ میں محمد نذیر حسین نے

اپنے

رحمانی پریس دہلی میں طبع کرایا

مختصر فہرست کتب

نام کتاب	قیمت
تصانیف حضرت مولانا شبلی نعمانی کی شہرۂ آفاق کتابیں	
الفاروق۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مفصل سوانح عمری کے علاوہ اُن جملہ واقعات کی تشریح جو حضرت عمرؓ کے وجود سے متعلق ہیں ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو رسول خدا کے خلاف کفار عرب نے انجام دیئے اور ان میں حضرت عمر کے عقلی و علمی کارنامے رسول خدا کی وفات حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسلامی قانون کا اجراء تمام محکمہ جات کی ایجاد۔ ڈاک کے سلسلے ٹیکس اور لگان کے طریقہ وغیرہ بتفصیل درج ہیں۔ کاغذ چکنا ولایتی سفید ضخامت تقریباً ۸۰۰ صفحات	عـہ
سیرۃ النعمان حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کے حالات اور فن فقہ پر ریویو کاغذ چکنا ولایتی سفید حجم تقریباً ۴۰۰ ہر دو حصہ کامل	۱ـہ
الغزالی امام غزالی کی ولادت غزالی کی وجہ تسمیہ۔ ابتدائی تعلیم امام صاحب کی یادداشتوں کا لٹ جانا امام صاحب پر ایک قزاق کے طعنہ کا فوری اثر۔ تکمیل تحصیل علم کی غرض سے نیشاپور کا سفر۔ تصوف اور حالت بیخودی میں بغداد سے نکلنا کاغذ سفید ۱۶۸ صفحوں پر خاتمہ ہے	۸/
سوانح مولوی روم۔ مثنوی شریف پر نہایت تفصیل سے تقریظ اور مولانا کی پیدائش سے وفات تک کے مفصل حالات شمس تبریز کی ملاقات شمس تبریز کا قتل یا گم ہوجانا صفحات ۱۳۶	۸/
سفرنامہ۔ روم و شام حضرت شبلی کے حالات سفر ممالک اسلامیہ آپ کے قلم سے قیمت	۸/
اورنگ زیب پر ایک نظر شاہنشاہ عالمگیر پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا جواب نہایت تحقیق اور استدلال سے دیا گیا ہے۔ قیمت	۸/
رسائل شبلی اس میں گیارہ رسالے ہیں ۱۹۴ صفحات قیمت	عـہ
آغاز اسلام۔ ترجمہ بدر الاسلام۔	۸/
بیان خسرو۔ حضرت امیر خسروؒ کے کلام پر محققانہ ریویو اور پیدائش سے وفات تک کے حالات	۱۰/
مقالات شبلی اس میں ۱۴ جداگانہ مضامین	عـہ
مجموعہ نظم شبلی اس میں مولانا کی وہ تمام نظمیں موجود ہیں جو انہوں نے مختلف جلسوں میں پڑھی ہیں آخر میں مولانا مرحوم کے مختصر حالات زندگی مولوی سید احمد دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ اور مولوی عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی کے قلم سے نکلے ہوئے	۸/
سیرۃ نبوی دو جلدیں	عـہ
حیات حافظ۔ نام و نسب اور بچپن سن رشد اور شاعری کی شہرت۔ وفات اور دنیاوی تعلقات کلام پر ریویو۔ غزل اساتذہ کا تتبع خواجہ صاحب کی خصوصیات جوش بیان واردات عشق واعظین کی پردہ داری روزمرہ خوش گفتاری بندش کی چستی ظرافت۔ قیمت	۸/

فہرست مضامین کتاب آغاز اسلام

تمت

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

دیباچہ

از

مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم-اے "منشی فاضل" ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات

ریاست بھوپال

قرآن مجید کے بعد ہم مسلمانوں کے لئے تو کوئی کتاب اس سے زیادہ قابلِ عزت واحترام نہیں ہو سکتی، جسکو اس سرور کائنات علیہ الوف الصلوٰۃ والتحیات کی ذات والا صفات سے تعلق ہو جس نے ہم کو اسلام کا سیدھا، سچا راستہ دکھلایا، اور توحید کی سی دولت اور نعمت عطا فرمائی، مذہبی پہلو کو لیجئے تو تمام کتب دینیہ اسی خاتم النبیین کے افعال و اعمال کا ایک تذکرہ ہیں۔ اور اخلاقی حیثیت سے دیکھئے تو سارا دفتر پند و نصائح اسی شفیع المذنبین کے احوال و اقوال کا ایک خاکہ ہے۔ لیکن کسقدر افسوس اور شرم کی بات ہے کہ تہذیب جدید کے لایعنی مشاغل نے ہمکو اس سرچشمہ ہدایت و رحمت سے اتنی دُور پھینکدیا ہے کہ آج ہماری تعلیم یافتہ جماعت میں سے فیصدی دس بھی بمشکل ایسے ہونگے جو اپنے پیغمبر (روحی فداہ) کے حالات سے باخبر ہوں اور اپنے مذہب کے ابتدائی

واقعات کو جانتے ہوں،

اُن کثیر التعداد آدمیوں کا تو ذکر ہی نہیں جو جاہل اور ناخواندہ کہلاتے ہیں اور پھر یہ تغافل یہ تساہل کس چیز سے ہے؟ اُس سے جسکی نسبت خود خدائے جل وعلےٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم، کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا ہے کہ قُل اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ،،

یعنی،، اے محمد صلعم، لوگوں سے کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا،، اور تمہارے گناہ بخشدیگا،، گویا جسکی بابت اللہ تعالےٰ نے صاف یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے آدمی بارگاہِ خداوندی میں مغفور ومحبوب ہوسکتا ہے یہ اہمال، یہ اعراض اُس مذہب کی طرف سے ہے جسکے تکمیل دین اور اتمام نعمت ہونیکا یقین ہمارا جزو ایمان ہے اس پر طرّہ یہ ہے کہ اس غفلت کے لئے نایابی احوال وخفائے سوانح کا عُذر بھی نہیں ہے اور ہم اپنے قصور کا الزام اپنے بزرگوں کے سر نہیں تھوپ سکتے، اگر یہ سچ ہے کہ تحسین کا بہترین ثبوت تقلید ہے تو ہمیں ذرا بھی شک نہیں ہوسکتا کہ یوں کہنے کو دوسری قومیں اپنے پیشوایان مذہب کو نعوذ باللہ خدا کا بیٹا کیا خدا بھی کہنے لگیں۔ لیکن وہ اس عملی اکرام واحترام کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتیں، جو ہمارے آبا واجداد نے ہمارے رہبر صادق کے ساتھ مرعی رکھا ہے اور جو ثبوت اُنھوں نے اپنی روایات وبینیہ کے تحفظ اور نگہداشت کا دیا ہے۔ مگر شرم یہ کہتے ہوئے آتی ہے کہ اتباع سنت کا خیال ہم میں پہلے جتنا زیادہ تھا اب اتنا ہی کم ہے اور آداب نبوی کی تقلید میں پہلے جسقدر انہماک تھا اُسیقدر اہمال ہے اور کم سے کم میں تو یہی کہونگا کہ ہمارے سارے قومی تنزل اور انحطاط کا اصلی سبب اور حقیقی باعث ہی یہ ہے۔

ممکن نہ تھا کہ ہماری سرکار عالیہ کا حساس دل اور نکتہ رس طبیعت اس

بات کی تہ تک نہ پہنچی اور یہی وجہ ہے کہ حضور ممدوحہ نے شمس العلماء مولٰنا شبلی مرحوم کی سیرۃ نبوی کو ایک دینی فرض اور مذہبی عبادت کی طرح مکمل کرانے کا عزم کیا، لیکن سر دست تو وہ کتاب ناتمام ہی ہے۔ اور مکمل ہونے پر بھی غالباً اسکی ضخامت اس کی اشاعت کو اسقدر عام نہ ہونے دیگی جتنی کہ وہ ہونی چاہئے۔ غالباً اسی لئے حضور ممدوحہ کے ایماسے بیگم صاحبہ عالی جناب نواب زادہ حاجی محمد حمید اللہ خانصاحب بہادر نے جو ابھی تک علیا حضرت کی خاص نگرانی میں طالب علمانہ زندگی بسر کرتی ہیں، اُردو میں ایک مختصر تاریخ آغاز اسلام کا ترجمہ کیا ہے، اصل میں یہ کتاب مولٰنا شبلی مرحوم نے ہی عربی میں لکھی تھی اور اس کا ترجمہ فارسی میں مولانا حمید الدین صاحب بی۔ اے نے کیا تھا۔ لیکن چونکہ بوجہ اجنبیت زبان یہ دونوں کتابیں عام فہم نہ تھیں اور خاصکر چھوٹے بچے جنکو آغاز اسلام کے واقعات جاننے کی سخت ضرورت تھی اس سے مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ نے اُسے صاف وسلیس اُردو کا لباس پہنادیا۔ جسے مبتدی لڑکے اور لڑکیاں بے تکلف پڑھ اور سمجھ سکتی ہیں اس کتاب میں حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات تو کسیقدر اختصار سے لکھے گئے ہیں۔ لیکن زمانہ رسالت کا بیان زیادہ مفصل ہے مگر کتاب کی اصل خوبی تو یہ ہے کہ جو کچھ ہے نہایت صاف اور واضح ہے اور چونکہ تذکرہ اور وقائع کے سوا مسائل مختلف فیہ پر کچھ رائے زنی نہیں کیگئی (اور یقیناً بچوں کے لئے اسکی کچھ ضرورت بھی نہ تھی) اس لئے کسی بات پر اعتراض بھی نہیں ہوسکتا۔ یوں بچوں کے لئے اس سے چھوٹی کتاب کا مطالعہ ایک دلچسپ تاریخ ایک اخلاقی نصیحت اور ایک مذہبی عبادت کی مجموعی حیثیت رکھتا ہے اور یقیناً ہر ایک پہلو سے اُن کے لئے مفید اور نتیجہ خیز ہے،

بیگم صاحبہ موصوفہ کی یہی ایک بڑی ادبی اور مذہبی خدمت تھی۔ کہ اُنھوں نے اس کا ترجمہ کیا اسے چھپوانا اور تعداد کثیر میں مفت تقسیم کرنا اسپر مستزاد ہے اللہ تعالےٰ انکی سعی کو مشکور کرے اور سرکار عالیہ کا سایۂ عاطفت دیر تک اُن پر اور عام مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے۔ کیونکہ یہ جو کچھ ہورہا ہے حقیقت میں اُنہی کے ابر کرم کی آبیاری کا نتیجہ ہے +

انوار الحق

گذارش

عرصہ سے میرا خیال تھا کہ میں اپنی بہنوں کی کوئی مذہبی خدمت انجام دوں، علیا حضرت کو بھی میرا یہ ارادہ معلوم تھا۔ اس بنا پر حضور ممدوحہ نے شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی کے رسالے بدء الاسلام کا ترجمہ فارسی عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں اس کا اردو میں ترجمہ کر کے شائع کرا دوں۔ چنانچہ میں نے ترجمہ شروع کر دیا اور الحمد للہ کہ اب وہ شائع ہو رہا ہے۔

اس مختصر رسالہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے لیکر وفات تک کے سلسلہ وار حالات نہایت اختصار کے ساتھ درج ہیں جن سے عام مسلمان بچوں کو واقف ہونا بیحد ضروری ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ترجمہ میری مسلمان بہنوں کے لئے مفید ہوگا اور کم از کم ہر مسلمان بہن ایک مرتبہ ضرور اس کا مطالعہ کریگی۔

میں اس کتاب کی ناظرات سے یہ بھی امید رکھتی ہوں کہ وہ مطالعہ کرتے وقت سرکار عالیہ، مولانا مرحوم اور مجھکو دعائے خیر سے ضرور یاد کرینگی۔

میمونہ سلطان (شاہ بانو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولادت باسعادت

ولادت، یتیمی، رضاعت، بچپن | سنہ ۴۲ جلوس کسریٰ[1] میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم تھے، اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب اور دایہ حلیمہ[2] سعدیہ تھیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو مہینے[3] کے تھے کہ آپ کے

---

[1] کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ جیسے چین کے شاہوں کو خاقان یا فغفور کہتے تھے اور روم کے بادشاہوں کو قیصر کہتے تھے اور اب بجائے قیصر کے سلطان کہا جاتا ہے شاہ جرمن کو بھی قیصر کہتے ہیں اور ہمارے ملک معظم کو قیصر ہندوستان کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت نوشیروان عادل کے زمانہ میں ہوئی تھی سنہ عیسوی کے حساب سے یہ مبارک دن ۲۰ اپریل سنہ ۵۷۱ء تھا۔

[2] حلیمہ سعدیہ سے پہلے ثوبیہ نے چند روز تک آنحضرت ؐ کو دودھ پلایا تھا یہ ابولہب کی آزاد کی ہوئی کنیز تھیں۔ آٹھ دن کی عمر سے چار برس کی عمر تک آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے۔

[3] بعض روایات سے ثابت ہے کہ آپکے پیدا ہونیسے پہلے ہی آپکے والد کا انتقال ہوگیا تھا غرض یتیم ہونا تو آپکا قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے الم یجدک یتیما فآوی ۝ اور یتیم وہی کہلاتا ہے جسکا والد سن شعور سے پہلے وفات پاجائے

باپ نے رحلت فرمائی اور واقعہ فیل[۱] کے آٹھ برس بعد (آپ کے دادا) عبدالمطلب نے بھی انتقال کیا، انھوں نے ابوطالب[۲] (آپکے چچا) کو وصیت کی تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت محبت کے ساتھ پرورش کریں۔

سفر شام، نکاح، جب آپ جوان ہوئے تو آپ کے پاکیزہ عادات اور صداقت کا ہر شخص کے دل پر اثر ہوا۔ یہاں تک کہ سب آپ کو امین کہتے تھے۔ حضرت خدیجہ[۳] رض نے جو بڑی شریف اور دولتمند خاتون تھیں اپنی تجارت کا کام آپ کے سپرد کرنے کی خواہش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو قبول فرمایا اور اُن کا مال مُلک شام میں لیجاکر فروخت کیا۔ جس میں بہت فائدہ ہوا۔ جب آپ واپس آئے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو اپنے وہم وگمان سے بھی زیادہ سچا اور خوش معاملہ دیکھکر عقد کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب و حمزہ[۴] اور چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر خویلد بن اسد کے پاس گئے۔ جو حضرت خدیجہ

۱؎ ابرہہ نامی بادشاہ یمن نے جس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے مکہ معظمہ پر ہاتھیوں کے ساتھ لشکرکشی کی تھی۔ خداوند کریم نے اُن پر ابابیلوں کو مسلط کیا جنہوں نے اپنی چونچوں سے سنگریزے پھینکے۔ جن کی وجہ سے وہ تہس نہس ہوگئے اسی واقعہ کی طرف سورہ فیل میں اشارہ ہے، چونکہ یہ بہت بڑا واقعہ تھا اس لئے عرب میں اس واقعہ سے ایک سنہ قائم ہوا اور اسی واقعہ کی خصوصیت سے عام الفیل مشہور ہوگیا۔

۲؎ ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے والد عبداللہ دونوں ایک ماں کے بطن سے تھے۔ ۳؎ حضرت خدیجہ حسب و نسب اور مال و دولت میں نہایت ممتاز تھیں اور انکی تجارت بہت وسیع تھی لوگوں کو مال دیکر شام وغیرہ کی طرف بھیجتی تھیں اور اسمیں جو نفع ہوتا تھا وہ بیچنے والوں کو آدھا تقسیم کردیتی تھیں ۱۲ ۴؎ حضرت حمزہ آپ کے چچا اور دودھ شریک بھائی تھے جنہوں نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا ۱۲

سے باپ تھے اُنہوں نے نسبت کی اور پھر آپ کا نکاح ہو گیا نکاح
کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی اور حضرت خدیجہ
کی عمر چالیس سال تھی۔

اولاد حضرت خدیجہ کے بطن سے زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، چار لڑکیاں
اور قاسم (جن کے نام سے آپ کنیت فرماتے تھے) طاہر و طیب تین لڑکے پیدا
ہوئے۔ صاحبزادوں نے تو زمانہ پیغمبری سے پہلے ہی انتقال کیا۔ مگر صاحبزادیوں
نے اسلام کا مبارک زمانہ دیکھا اور اسلام لائیں۔

رسالت

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب چالیس برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو
پیغمبری عطا کی اور قرآن مجید نازل فرمایا، اس زمانہ میں اہل عرب کا کوئی ایک
مذہب نہ تھا ایک گروہ دہریوں[1] کا تھا جو یوں کہتا تھا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰ

---

[1] اسلام سے پہلے بہت سے مذہب عرب میں رائج تھے جن میں دہریہ بُت پرست یہودی، عیسائی مجوسی،
خاص طور پر مشہور ہیں۔ دہریئے کسی کتاب آسمانی اور کسی پیغمبر کے قائل نہ تھے، خداوند کریم اور قیامت کا
انکار کرتے تھے، جزا و سزا کو بھی نہ مانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ دنیا ہمیشہ سے ایسی ہی رہیگی بُت پرست
بتوں کو پُوجتے تھے یوں تو خانہ کعبہ کے اندر بہت بُت تھے جو جُدا جُدا قبیلوں کے تھے۔ لیکن اِن
بتوں میں ہبل بہت بڑا بت تھا۔ جو خانہ کعبہ کے دروازے پر رکھا ہوا تھا۔ لات و منات بھی بڑے بت تھے
جنکو تمام عرب پُوجتے تھے، کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت مریم حضرت عیسےٰ کی تصویریں
بھی تھیں ۱۴۲۵ برس حضرت عیسےٰ سے پہلے یہودی مذہب رائج ہو گیا تھا۔ اور تیسری صدی عیسوی
میں مذہب عیسائی عرب میں پھیلا۔ مجوسیوں کا بھی ایک مذہب رائج تھا جو آگ کی پرستش
کرتے تھے ۱۲

وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے۔ اور بس (یہیں مرتے ہیں اور یہیں) جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمکو (ایک وقت خاص تک زندہ رکھکر) مار دیتا ہے

اور جب وہ لوگ روز قیامت کا حال سنتے تو کہتے ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ٥ کیا جب ہم (مرے پیچھے گل سڑکر) ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جاوینگے تو کیا (ایسی حالت میں) ہمکو (قیامت کے دن) اٹھا کر کھڑا کیا جائیگا۔

ایک فرقہ خدا کی وحدانیت کا تو قائل تھا لیکن اسکے اعتقاد میں خدا کے علاوہ کچھ چھوٹے درجہ کے بھی خدا تھے جو روحوں اور فرشتوں کے ذریعہ سے دنیا کے کارخانے اور انتظام میں دخل رکھتے تھے۔ اس لئے اس فرقے کے آدمی اُن خداؤں کے نام کے بُت بنا کر پوجتے تھے اور کہتے یہ تھے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (ہم تو اُنکی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ وہ خدا سے ہمکو نزدیک کردیں۔)

ایک اور گروہ کہتا تھا کہ تمام فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں، ان اختلاف عقائد کے ساتھ وہ لوگوں سے دشمنی کرتے، شراب پیتے، جوا کھیلتے، حرام کرتے اپنی اولاد کو مار ڈالتے، سُود لیتے، کثرت سے نکاح کرتے، زندہ لڑکیوں کو قبر میں دفن کرتے، اور بُری بُری باتوں میں سب ایک طریقے پر چلتے تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیدھی راہ دکھلائی کہ بتوں کو چھوڑ دیں اور خدائے واحد کی پرستش کریں تو وہ غصہ ہو کر بے معنی اعتراض کرنیلگے کسی نے کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کیا اسنے (سب معبودوں کا کھوج کھو کر) ایک ہی معبود رکھا۔ اور کسی نے اپنے اگلوں کی تقلید پر ثابت قدم رہکر کہا کہ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ٥ ہمنے تو ایسی بات اپنے اگلے باپ دادوں سے سُنی نہیں۔

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا نہیں جی ہم تو اسی (طریقے) پر چلینگے جس پر ہمنے اپنے بڑوں کو (چلتے ہوئے) پایا۔

جب اِن لوگوں کے دلوں کی سیاہی کے سبب سے اِن باتوں کا اثر نہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت صاف اور روشن دلیلوں سے جو بدیہی تھیں اور اُنکی سمجھ میں آسکتی تھیں۔ حق کو اُن پر ثابت کیا اور مخلوق کے وجود سے خالق کے وجود پر حجت قائم کی اور بذریعہ وحی کے یوں فرمایا اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۰ کیا تم کو خدا کے ہونے میں شک ہے جو آسمان و زمین کا بنانے والا ہے۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو چھت۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ پھر (خدا) جس طرح چاہتا ہے (کبھی بادل کو (سارے) آسمان میں پھیلاتا اور (کبھی) اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ تو (اے مخاطب) تو دیکھتا ہے کو بادل کے بیچ میں سے مینہہ نکلا چلا آتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے (ایک اعتبار سے) دریا کو (تمہارا) مطیع کر دیا ہے تاکہ اس میں سے تم (مچھلیاں نکالکر ان کا تازہ) تازہ گوشت کھاؤ اور (نیز) اسمیں سے زیور (کی چیزیں یعنی جواہرات) نکالو جن کو تم لوگ پہنتے ہو، اور اے (مخاطب) تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ (پانی کو) پھاڑتی ہوئی دریا میں چلی جا رہی ہیں اور (دریا کو اس لئے بھی تمہارا مطیع کیا ہے) تاکہ تم لوگ خدا کا فضل (یعنی تجارت کے فائدے) تلاش کرو اور تاکہ آخر کار ان سب منفعتوں پر نظر کر کے خدا کا) شکر ادا کرو

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اُن پاک صفات کو جو اُسکی ذات اور شان کے لائق ہیں بیان کر کے تعریف کی اور جو اسکی کبریائی کے لائق نہ تھیں اُن سے اُسکو پاک ثابت کیا، خدا کی وحدانیت ثابت کرنے کیلئے ارشاد فرمایا:۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ط اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کبھی کے ابرباد ہو گئے ہوتے۔

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ ہر ایک خدا اپنی مخلوقات کو الگ لئے پھرتا۔

اور بُت پرستی کی بُرائی میں یہ آیت ہیں کی وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ه اور کافروں نے خدا کے سوا اور دوسرے دوسرے معبود اختیار کر رکھے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ (خود دوسرے کے) بنائے اور پیدا کئے ہوئے ہیں اور خود انکا اپنا بُرا بھلا (بھی) اُن کے اختیار میں نہیں اور نہ مرنا اور نہ جینا اور نہ (مرے پیچھے جی) اُٹھنا اُن کے اختیار میں ہے۔

اور قیامت کے وجود کو جو کہ عام سمجھ سے باہر ہے روشن دلیلوں سے ثابت کیا مَن يُعِيدُ الْخَلْقَ کون لوٹائے گا خلق کو (یعنی دوبارہ زندہ کرے گا)

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ط (اے پیغمبر تم اُن گستاخ سے) کہو کہ جس نے ہڈیوں کو اول بار پیدا کیا تھا وہی اُنکو (دوبارہ بھی) جلا اُٹھائے گا۔

چونکہ عرصہ دراز سے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا۔ اس لئے نبوت کے سمجھنے اور اُس کے مسائل کے متعلق لوگوں میں طرح طرح کی غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے گھڑ لی تھیں جو محض اوہام پر مبنی تھیں۔ اور وہ نبوت کو بشریت (انسان کی حیثیت) سے بالاتر اور خدا کا ایک جزو سمجھنے لگے تھے، اس لئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اُنکی پیغمبری کے دعویٰ کو حیرت کے ساتھ سُنا اور تعجب سے کہنے لگے أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا کیا آدمی کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔

مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے

اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور طعنہ کے کہا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۔ ہم تو اُسوقت تک تم پر ایمان لانے والے ہی نہیں کہ (یا تو) ہمارے لئے کوئی چشمہ زمین سے نکالو یا کھجوروں اور انگوروں کا تمہارا کوئی باغ ہو اور اسکے بیچ بیچ میں تم (بہت سی) نہریں جاری کر دکھاؤ یا جیسا تم کہا کرتے تھے آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گراؤ یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کرو۔ یا (رہنے کے لئے) کوئی تمہارا طلائی گھر ہو یا آسمان میں چڑھ جاؤ۔

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے عزوجل کے حکم سے آن کے سامنے پیغمبری کے راز کو نہایت صاف طور پر بیان کر دیا کہ۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کی سرکار کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔[۱]

[۱] اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا یا معجزہ صادر ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ قرآن مجید میں پہلے پیغمبروں کے اکثر معجزات کا تذکرہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان معجزات سے مذہب پھیلانے میں بڑی مدد ملی۔ اور اکثر لوگ محض معجزات دیکھ کر ایمان لائے۔ لیکن پھر بھی بہت سی ایسے شقی القلب لوگ تھے جو معجزے دیکھکر بھی منکر رہے۔ معجزے کے متعلق اسقدر لوگوں کو خیال ہو گیا تھا کہ نبوت کو بغیر معجزے کے کوئی چیز ہی نہ سمجھتے تھے بات بات پر معجزہ طلب کرتے تھے لیکن ایسا کرنا گویا عجائب پرستی میں (ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۝ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہو کہ میرا اپنا ذاتی نفع نقصان بھی میرے اختیار میں نہیں (میں بھتیرا چاہوں) مگر وہی ہو کر رہتا ہے جو خدا چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا اور مجھ کو (کسی طرح کا) گزند (ہی) نہ پہنچتا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (اے پیغمبر تم لوگوں سے) کہو کہ میں (بھی) تم ہی جیسا بشر ہوں (مگر) مجھ پر وحی آتی ہے کہ میرا معبود بس (وہی) ایک معبود ہے

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ (میں تو بس اسی (حکم) پر چلتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ میں تو اُن لوگوں کو جو ایمان لانا چاہتے ہیں (دوزخ کا) ڈر اور بہشت کی خوشخبری سُنانے والا ہوں۔

اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں مدود دینا تھا اور چونکہ آنحضرت خاتم النبیین تھے اور قرآن کریم تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا اور قیامت تک کے لئے اسکے احکام قابل عمل قرار دیئے گئے۔ لہذا اشاعت کا طریقہ بھی نہایت روشن، صاف، اور معتدل اختیار کیا توحید اور رسالت، حشر و نشر، عذاب و ثواب اور تمام عقائد و احکام مذہب کو ایسی عمدہ اور دل نشین دلیلوں سے ثابت کیا کہ جس کے بعد کسی معجزہ کی ضرورت ہی نہ تھی، غرض کہ خداوند کریم نے تمدن و تہذیب اخلاق و معاشرت اور عقائد و احکام اور اپنی یکتائی و تنہائی کو مخلوق کے سامنے ایسے عمدہ دلائل سے پیش کیا ہے کہ ہٹ دھرمی تو دوسری چیز ہے۔ لیکن چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں رہتی، واقعی ایسے شہنشاہ بے مثل کی طرف سے جو ازلی و ابدی ہے انسان اشرف المخلوقات کی نجات اور تکمیل تہذیب اخلاق کے لئے ایسی ہی چیز کی ضرورت تھی جیسی کہ کلام مجید ہے جو الفاظ و معنی کے لحاظ سے خود ایک معجزہ ہے۔

الْمُسْلِمِيْنَ ٥ (اے پیغمبر اُن لوگوں سے) کہو کہ مجھکو (تو خدا کے یہاں سے یہی) حکم ملا ہے کہ میں خالص خدا ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھکر اُسی کی عبادت کیا کروں اور (نیز) مجھکو یہ حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہنوں۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ٥ (اے پیغمبر اُن لوگوں سے) کہو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو (اس صورت میں) مجھے بڑے (سخت) دن (یعنی روز قیامت) کے عذاب سے بہت ہی ڈر لگتا ہے۔

وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ط اور وہ تم سے (کبھی بھی) نہیں کہے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا مانو۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (اے پیغمبر اِن لوگوں سے) کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ (بھی) تمکو دوست رکھے۔

جب اِن لوگوں کے دلوں میں خدا کی وحدانیت کا یقین ہوگیا اور طبیعتوں میں سعادت حاصل کرنیکی استعداد پیدا ہوگئی تو آپ نے اُنکو خوشخوی اور نیک کرداری سکھائی اور وہ عادتیں جو ملت و معاشرت کو اعلےٰ مرتبہ پر پہنچاتی ہیں اُن کو بتایئں، اور فطری خصائل، پاکیزگی نفس اور آداب زندگی کی ایسی مکمل تعلیم دی جو انسان کی تمام ضروریات کو مکتفی ہے آپنے فرمایا لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ٥ (مسلمانو!) نیکی یہی نہیں ہے کہ (نماز میں) اپنا منہ مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ (اصل) نیکی تو اُن کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ٥ اور مال (عزیز) اللہ کی حُب پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور (غلامی وغیرہ کی) قید سے لوگوں کی گردنوں کو چھڑایا۔

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ایک دوسرے کا مال خورد برد نہ کرو اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رسائی پیدا کرنے کا) ذریعہ گردانو تاکہ لوگوں کے مال میں سے (تھوڑا بہت جو کچھ ہاتھ لگے اسکو) جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ۔

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۠ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اور یتیموں کے مال اُن کے حوالے کرو اور مال طیّب کے بدلے مال حرام نہ لو اور اُنکے مال اپنے مالوں میں ملا کر خورد برد نہ کرو۔

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا۔ جب تم کو کسی طرح پر سلام کیا جا تو تم (اُس کے جواب میں) اس سے بہتر سلام کرو یا (کم سے کم) ویسا ہی جواب دو۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ شراب اور جوا اور بُت اور پانسے ان میں کا ہر ایک کام تو بس ناپاک شیطانی کام ہے تو اس سے بچتے رہو۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ۠ لوگو افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ اور کسی کی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا۔

لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ (اے مخاطب) جس بات کا تجھکو علم (یقینی) نہیں (تو کل کچھ) اُس کے پیچھے نہ ہو لیا کر۔

لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط زمین مین اکڑ کر نہ چلا کر۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۠ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۠ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ ایمان والے (اپنی) مراد کو پہنچ گئے (اور یہ) وہ (لوگ ہیں) جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے اور وہ نکمی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے ہیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا اور خدائے رحمٰن کے (خاص) بندے تو وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلیں اور جب جاہل اُن سے (جہالت کی) باتیں کرنے لگیں تو اُن کو سلام کریں (اور الگ ہو جائیں۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ اور جو خرچ کرنے لگیں تو فضول خرچی نہ کریں اور نہ بہت تنگی کریں بلکہ اُن کا خرچ افراط و تفریط کے درمیان بیچ کی راس ہو۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ اور جو اتفاقاً بیہودہ مشغلوں کے پاس سے ہو کر گذریں تو وضعداری کے ساتھ گذر جائیں۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۝ اور اُن کے (جتنے) کام (ہیں) آپس کے مشورے (سے ہوتے) ہیں۔

تبلیغ علی الاعلان پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت چپکے چپکے فرماتے تھے۔ خدیجہؓ اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ (جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پرورش پاتے تھے اور آں حضرت ہی اُن کے کفیل تھے) اور حضرت ابوبکرؓ جنکا نام عبداللہ تھا ایمان لائے اسکے بعد حضرت ابوبکر کی ترغیب سے عثمان ابن عفانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاص اور زبیر اور طلحہ مسلمان ہوئے جب اس صورت سے تین برس گذر گئے تو آیۃ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اور خاصکر اپنے قریب کے رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ" نازل ہوئی۔

اس حکم کی تعمیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ کھانا تیار کرایا جائے اور مُطّلب کی اولاد کو جمع کیا جائے۔ چنانچہ ان سب کو جن کی تعداد

چالیس تھی دعوت دیگئی اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ،
ابوطالب اور عباسؓ بھی مدعو تھے جب سب آگئے اور کھانا کھاچکے تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ گفتگو شروع کرنا چاہا کہ ابولہب[ل] نے فضول باتیں کرکے
مجلس درہم برہم کردی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ کل پھر اسیطرح
کھانا تیار کرایا جائے۔ چنانچہ دوسرے روز جب کھانا کھاکر بیٹھے تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں خدا کے حکم سے تم کو اُسکے راستہ
پر بلاتا ہوں۔ اس کام میں کون میری مدد کے لیے اُٹھتا ہے یہ سُنکر سب نے
مُنھ پھیر لیا۔ لیکن اُن میں سے علیؓ نے کہا کہ میں حاضر ہوں اگرچہ سب سے چھوٹا ہوں
او میری آنکھیں دُکھتی ہیں اور دُبلا پتلا ہوں۔ علیؓ کی اس بات پر سب ہنستے
ہوئے اُٹھکر چلے گئے۔

قریش کی مخالفت اور ایذر رسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور توحید کا وعظ فرماتے
اور بتوں کی بُرائیاں بیان کرتے رہے جس سے سب لوگ دشمنی پر آمادہ ہوگئے۔ مگر
ابوطالب ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے بچائے رکھتے تھے۔ ایک
روز قریش کے چند آدمی کہ اُنمیں عتبہ اور شیبہ ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھے
ابوطالب کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ تمھارا بھتیجہ ہمارے مذہب اور
ہمارے بتوں کی بُرائیاں کرتا ہے۔ اب یا تو تم اُسکو منع کردو یا تم درمیان میں مت
پڑو تاکہ ہم اُس سے خود سمجھ لیں۔ ابوطالب نے لُطف و نرمی سے اُنکو لوٹادیا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی طرح اپنا کام کرتے رہے دوسری مرتبہ وہ لوگ
پھر غصے میں بھرے ہوئے ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کی

ل ابولہب آنحضرت کا سوتیلا چچا تھا اور نہایت سنگدل تھا۔ سورہ تبت یدا میں اسکا اور اسکی بیوی کے عناد کا
ذکر ہے، یہ عورت آپکے راستہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی اسلیے اس سورہ میں خدا نے اسکو حمالۃ الحطب دکانٹے ڈالنے والی

مرتبہ تم نے اُنکو نہیں رُوکا تو ہم تم دونوں کو سمجھ لیں گے اور دونوں فریق میں سے
ایک نہ ایک ہلاک ہو جائے گا۔ اسپر ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ سے کہا کہ اے
بھتیجے تم نے یہ کیا کام کیا ہے۔ اس کہنے سے آپ سمجھے کہ یہ بھی بیزار ہو گئے فرمایا
کہ "اگر میرے ایک ہاتھ میں آفتاب[1] اور دوسرے میں ماہتاب کو رکھدیں اور کہیں
کہ اس کام کو چھوڑ دو تو بھی میں نہ چھوڑوں گا"، یہ فرما کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے
اور اُن کے پاس سے چلے گئے ابو طالب نے آپکو آواز دیکر بلایا اور کہا کہ جو
چاہو کہو میں ہرگز تم کو دشمنوں کے حوالہ نہ کرونگا۔

اس کے بعد ہر ایک کافر مسلمانوں کے آزار کے درپے ہو گیا اور وہ جس قبیلہ
میں جس کسی کو بیچارہ اور ناتوان پاتے اُسکو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تاکہ یہ
اسلام سے پھر جائے۔ اُن بیچاروں میں ایک بلال[2] تھے۔

امیہ ابن ابی خلف اُنکو سخت گرمی کے دنوں میں گرم ریت پر کبھی مُنہ کے بل
اور کبھی پیٹھ کے لٹاتا اور بھاری پتھر اُن کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا کہ میں تجھکو
اسوقت تک نہ چھوڑونگا جب تک کہ تو مر نہ جائے یا محمدؐ سے پھر نہ جائے۔ انہیں
مظلوموں سے ایک لُبینہ نامی کنیز بھی تھیں جنکو عمرؓ نے بہت تکلیفیں پہنچائیں۔
جب تھوڑی دیر کو چھوڑ دیتے تو کہتے کہ میں نے تجھکو بخشا نہیں ہے بلکہ خود
عاجز ہو کر چھوڑ دیا ہے۔ پھر ابو بکرؓ نے ان دونوں یعنی لُبینہ اور بلال کو خرید کر
آزاد کر دیا تھا۔ انہیں مظلوموں میں ایک زبیرہ تھیں۔ جن کی آنکھیں ابو جہل کی

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جملہ سے یہ مطلب تھا کہ خواہ مجھکو کیسی ہی بڑی چیزیں کیوں نہ دیجائیں میں دعوت اسلام سے باز نہ رہونگا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے جب بھی اس کام کو نہ چھوڑونگا۔

[2] حضرت بلال حبشی تھے اور امیہ ابن ابی خلف یہودی کے غلام تھے،

سختیوں کی وجہ سے جاتی رہی تھیں۔ ابوجہل نے اُن سے کہا لاتؔ اور عزیٰ تیری آنکھیں لے گئے اُنہوں نے کہا ان کو کیا خبر یہ تو تقدیر کا لکھا تھا۔ جو پورا ہوا، غرض اسیطرح بہت سے مسلمانوں نے تکلیفیں اُٹھائیں لیکن صبر کیا اور ثابت قدم رہے۔

اسلام حضرت عمرؓ

اس کے بعد عمرؓ اسلام لائے اور وہ بڑے بہادر آدمی تھے ایک روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے تلوار کھینچکر روانہ ہوئے راستہ میں انکو ایک شخص ملا اس نے کہا کہ محمدؐ کو قتل کرنے کیا جاتے ہو خود تمہاری بہنؔ اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں، یہ سُنکر پہلے عمرؓ اُن کے گھر گئے وہاں پہنچے تو انکو قرآن پڑھتے سُنا ان کو جب عمرؓ کے آنے کا حال معلوم ہوا تو قرآن کو چھپا کر رکھدیا اور خاموش بیٹھ گئے۔ عمرؓ نے اپنی بہن کو اسقدر مارا کہ اُنکے بدن سے خون جاری ہو گیا، وہ کہنے لگیں آپ جو چاہیں کریں میں محمدؐ کے دین سے نہ پھرونگی۔

عمرؓ یہ سُنکر اور اُن کو زخمی دیکھکر شرمندہ ہوئے اور کہا کہ جس لکھی ہوئی چیز کو تم پڑھ رہے تھے وہ کہاں ہے میں بھی دیکھوں کہ محمدؐ کیا لائے ہیں۔ پھر عمرؓ نے اسکو لیکر تھوڑا پڑھا اور اُن کے دل میں خوف پیدا ہوا اور خبابؓ سے جو وہاں قرآن پڑھایا کرتے تھے کہا کہ مجھکو محمدؐ کے پاس لے چلو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہنچے تو بند پایا۔ اندر آنے کی اجازت چاہی جب اجازت مل گئی اور اندر داخل ہوئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر انکی طرف تشریف لائے اور اُن کا دامن پکڑ کر کہا ''اے خطاب کے بیٹے کس کام کیلئے

لہ لات وعزیٰ دو بڑے بتوں کا نام ہے ۱۲

ٰلہ بہن کا نام فاطمہ اور بہنوئی کا نام سعید تھا ۱۲

آئے ہو" عمرؓ نے کہا کہ میں خدا اور رسول پر ایمان لانے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) بلند کیا۔ اور تمام مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی عمرؓ نے کہا کہ قریش میں سے ایسا کونسا آدمی ہے جو کسی واقعہ کو سنکر فوراً سب میں پھیلا دے لوگوں نے کہا کہ ایسا شخص جمیل ابن معمر ہے، عمرؓ اسکے پاس گئے اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں وہ اسیوقت اٹھکر کعبہ کی طرف گیا اور لوگوں کو پکار پکار کر کہنا شروع کیا کہ "اے گروہ قریش عمرؓ مرتد ہو گیا"

عمرؓ بھی اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے تھے کہنے لگے "یہ جھوٹ کہتا ہے میں تو مسلمان ہو گیا ہوں"۔ یہ سنکر تو سب کے سب عمرؓ سے لپٹ پڑے عمرؓ نے کہا جو چاہو کرو، ہم اگر تین سو آدمی ہو جائیں پھر دیکھیں کہ مکہ میں ہم رہتے ہیں یا تم۔ اس اثنا میں عاص بن وائل نے آکر کہا اس شخص کو چھوڑ دو اسکی قوم بنی عدی خود اسکو نہ چھوڑے گی، یہ سنکر سب باز رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھے آپکی ہنسی اڑاتے، کوئی کہتا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ اے شخص جس کے ذہن میں یہ سمایا ہے کہ اس، کو خدا کے یہاں سے، قرآن نازل ہوا ہے۔ تحقیق تو دیوانہ ہے۔

قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَفِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ جس بات کی طرف تم ہمکو بلاتے ہو ہمارے دل تو اس سے پردوں میں ہیں (کہ تمہاری بات ہمارے کانوں میں (ایک طرح کی) گرانی ہے (کہ جو تم کہتے ہو سنائی نہیں دیتا) اور ہم میں اور تم میں (ایک طرح کا) پردہ (حائل) ہے۔

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ تحقیق یہ البتہ ساحر ہے ظاہر

اَضغَاثُ اَحلَامٍ بَلِ افتَرٰہُ بَل ھُوَ شَاعِرٌ ۔ لگے کہنے کہ یہ تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ اسنے یہ جھوٹی جھوٹی باتیں اپنے دل سے بنائی ہیں بلکہ یہ شاعر ہے۔

اِن ھٰذَا اِلَّا اَسَاطِیرُ الاَوَّلِینَ کہ قرآن (میں) اور رکھا ہی کیا ہے اس میں! تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہی کہانیاں ہیں۔

لَا تَسمَعُوا لِھٰذَا القُراٰنِ وَالغَوا فِیہِ سُنو ہی مت اور (سُنانے لگیں تو) اسکے (بیچ بیچ) غل مچا دیا کرو۔

اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ ط ۔ سوائے اسکے نہیں کہ آدمی اسکو سکھلاتا ہے۔

اَنُؤمِنُ کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَاءُ کیا ہم بھی اسیطرح ایمان لے آئیں جس طرح کہ اور احمق ایمان لے آئے

ابولہب اور ابوجہل اور امیہ ابن خلف اور حارث ابن قیس اور ولید ابن مغیرہ اور عاص ابن وائل یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے میں بہت سخت تھے بُرا کہتے تھے اور مسخراپن کرتے تھے یہانتک کہ آپ کے دروازہ پر گوبر اور ناپاک چیزیں ڈالدیتے تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرمانے کے لیئے کھڑے ہوتے تو جھٹلاتے، پتھر پھینکتے اور شور کرتے تھے۔

ہجرت اصحاب بسوئے حبشہ

جب رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ آپ کے پیرو بھی رنج و تکلیف میں مبتلا ہیں تو آپ نے انکو اجازت دیدی کہ جس شخص کا کوئی حامی و مددگار نہ ہو وہ حبش کو چلا جائے کیونکہ حبشہ کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور جب تمہارا ساز و سامان خدا درست کردے تو یہیں آجانا، چنانچہ عثمانؓ ابن عفان مع اپنی بی بی رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زبیرؓ ابن العوام وغیرہ کے جو دس آدمی تھے ماہ رجب ۵ھ میں بسواری کشتی نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس چلے گئے، اسلام میں یہ پہلی ہجرت تھی ان کے بعد جعفرؓ ابن ابی طالب گئے۔ پھر مسلمانوں نے پیہم حبشہ کو جانا شروع کردیا یہانتک کہ مہاجرین کی تعداد

مردوں میں تراسی تک اور عورتوں میں اٹھارہ تک پہنچ گئی۔

قریش نے مسلمانوں کی طلب میں عبداللہ اور عمرو بن عاص کو تحفے دیکر نجاشی کی خدمت میں بھیجا اور مسلمانوں کو اس سے طلب کیا مگر انکی درخواست کو نجاشی نے قبول نہیں کیا اور وہ لوگ ناکام واپس آئے۔

قریش اور بنی ہاشم میں قطع تعلقات

جب قریش نے دیکھا کہ اسلام دن بدن ترقی پر ہے۔ تو انہوں نے آپسمیں عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے بیاہ شادی اور لین دین نہ کریں گے اور عہد نامہ لکھکر بیت اللہ کے اندر لٹکا دیا۔ اسپر تمام بنی ہاشم جنمیں مسلمان اور کافر دونوں شامل تھے ابو طالب کے گروہ میں داخل ہوگئے مگر ابولہب (جس کا نام عبدالعزیٰ ابن عبدالمطلب تھا) اُن سے قطع تعلق کرکے قریش کے ساتھ جا ملا اور اسی حالت میں تمام بنی ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین برس تک رہے۔

واپسی مہاجرین بسوئے مکہ

اس عرصہ میں مہاجرین کو حبشہ میں یہ خبر پہنچی کہ مکہ والوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اس سبب سے مہاجرین میں سے تینتیس ۳۳ آدمی واپس آئے جب مکہ کے قریب پہنچے تو اس خبر کی غلطی ان کو معلوم ہوئی اب تو کوئی بھی علانیہ مکہ میں نہیں آسکتا۔

عہد نامہ کا چاک کرنا

اس عرصہ میں چند لوگ اس معاہدے کے توڑنے کیلئے آمادہ ہوگئے۔ اور حجون کے قریب جمع ہوئے، انہوں نے آپسمیں عہد و پیمان کیا، زہیر ابن امیۃ المخزومی نے کہا کہ میں سب سے پہلے یہ کام کرونگا۔ اگلے روز صبح کو سب پھر جمع ہوئے اور زہیر خانہ کعبہ کا طواف کرکے لوگوں کی طرف گئے اور کہا کہ اے مکہ والوں ہمارے لئے تو ہر قسم کا کھانا اور لباس موجود ہے لیکن بنی ہاشم کی یہ حالت ہے کہ وہ کسی چیز کی خرید و فروخت نہیں کر سکتے

خدا کی قسم جبتک میں اس ظالمانہ عہدنامہ کو نہ چاک کرا لونگا خاموش نہ بیٹھونگا ابوجہل نے کہا کہ تو نے یہ کیا کہا ہیں ہرگز اس کو چاک نہیں کرنے دونگا۔ زمعہ ابن اسود کہنے لگے خدا کی قسم تو نے جھوٹ کہا اس کے لکھنے کے وقت ہم نے اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی تھی پھر مطعم نے اٹھ کر اسکو پھاڑ ڈالا۔

وفات ابوطالب و ام المومنین خدیجہ

ماہ شوال سنہ نبوی میں ابوطالب[1] کا انتقال ہوگیا اور اسکے بعد حضرت خدیجہ[2] نے وفات پائی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف تشریف لیجانا

ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پے درپے صدمے پہنچے، دوسری طرف ہمسایوں نے آپ کو آزار پہنچانے پر کمر باندھی یہانتک کہ کوئی سر مبارک پر خاک ڈالتا اور کوئی نماز کی حالت میں بکری

---

[1] ابوطالب زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے مددگار رہے اور انکی وجہ سے کسی کو طاقت نہ تھی کہ آنحضرت کو تکلیف پہنچا سکے اور انکی حمایت میں آنحضرت کو اشاعتِ اسلام کا بڑا موقعہ ملا تھا انتقال کے وقت آنحضرت نے انسے اصرار کیا کہ اگر آپ ایک بار بھی کلمہ شہادت پڑھیں تو اس غفور الرحیم کے سامنے شہادت دونگا کہ آپ کا خاتمہ اسلام پر ہوا۔ ابوطالب نے کہا کہ میں اس طعنہ کے مقابلے میں جو اسلام قبول کرنے پر کیا جائیگا آتش دوزخ منظور کرتا ہوں ۱۲

[2] حضرت خدیجہ نے تمام مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا، جب مشرکین کی تکلیفات پہنچانے سے آنحضرت رنجیدہ ہوتے تو حضرت خدیجہ آپکی تسکین کرتی تھیں۔ غار حرا میں جہاں آپ پر وحی نازل ہوئی اور جب حضرت جبرئیل نے اقراء پڑھائی تو آپ کو ایک تکلیف محسوس ہوئی اور جب آپ وہاں سے مکان پر واپس آئے تو اس تکلیف کے آثار نمایاں تھے حضرت خدیجہ سے سب واقعہ بیان کیا آپ نے تسلی دی اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو ایک بہت بڑا کتب سماوی کا عالم تھا اس نے یہ سب سنکر کہا کہ آپکو خداوند کریم نے نبوت عطا کی ہے اس واقعہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ ایک خاتون کی ذات مقدس تھی اور جس نے وحی کو سنا اور وحی کے شدائد میں تسکین دی وہ ایک برگزیدہ خاتون ہی تھیں ۱۲

کی اوجھڑی آپ پر ڈالدیتا تھا۔ ناچار آپ زید ابن حارثہ کو اپنے ساتھ لیکر طائف[1]
تشریف لے گئے وہاں قبیلہ ثقیف کے شرفا کی ایک جماعت کو توحید کی طرف متوجہ
کیا اُن میں سے ایک نے کہا کہ آپ ہی تورہ گئے تھے کہ خدا نے آپ کو رسالت
پر معمور کیا اور دوسرے کو نہ بھیجا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ "خدا کی قسم میں تم سے
ھرگز بات نہیں کرونگا کیونکہ اگر تم پیغمبر خدا ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ نہایت خطرناک
بات ہے کہ تم کو جواب دوں۔ اگر تم نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ تو تم اس لائق
نہیں کہ میں تم سے بات کروں" پھر پیغمبر خدا اُن کے پاس سے اُٹھ گئے اور
اُنہوں نے جاہلوں اور لڑکوں کو بھڑکا دیا وہ گالیاں دینے اور شوروغل
مچانے لگے، ہر طرف سے لوگ جمع ہو گئے اور آپ کو ریلتے ہوئے ایک دیوار
تک لے گئے، وہاں پر پیغمبر خدا کھڑے ہو کر فرمانے لگے "اے خدا تو جو سب
مہربانوں سے مہربان ہے تیرے ہی آگے اپنی ناتوانی اور بیچارگی ظاہر کرتا ہوں"
پھر یہاں سے مکہ لوٹ گئے۔ اور وہاں مسلمانوں کو زیادہ تکلیف میں مبتلا پایا۔

زمانہ حج میں تبلیغ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ حج کے دنوں میں
قبائل عرب کے پاس جو مکہ میں آتے تشریف لے جاتے اور ان کو خدا کی
طرف بلاتے اور فرماتے "اے بنی فلاں مجھکو خدا نے تمہاری طرف بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ اسکی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک مت بناؤ"
ابولہب چلاتا کہ تم سے یہ لات اور عزیٰ کے ترک کرنے کو کہتا ہے تم ہرگز مت
سُنو، آپ کندہ، کلب اور بنی حنیفہ و بنی عامر کے پاس بھی تشریف لے گئے اُنہوں
نے بھی آپکی بات کو قبول نہ کیا، عامریوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم

---

[1] طائف مکہ معظمہ سے تین منزل سرسبز و شاداب مقام ہے اور آب و ہوا نہایت روح پرور ہے آج کل
بھی سبز میوے اور تمام ترکاریاں وہیں سے آکر مکہ میں فروخت ہوتی ہیں۔

اطاعت قبول کریں اور خدا تم کو مخالفوں پر فتح دیوے تو تم اپنے بعد حکومت کی باگ ہمارے ہاتھ میں دے سکتے ہو، آپ نے فرمایا کہ یہ خود خدا کے ہاتھ میں ہے جسکو چاہے دے،" اُس نے کہا" پھر کیا فائدہ ہے جو ہم اپنی ذات کو خطرہ میں ڈالیں اور حکومت دوسروں کے ہاتھ میں رہے"۔

اسلام انصار[1]

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ[2] کے قریب قبیلہ خزرج کے ایک گروہ سے جو مدینہ میں رہتا تھا ملاقات فرمائی اور اپنی عادت کے موافق اُن کے سامنے اسلام پیش کیا اور تھوڑا سا قرآن پڑھ کر سُنایا وہ کل چھ ۶ آدمی تھے، سب نے اُسی وقت اسلام قبول کیا اور جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو اُنہوں نے دوسرے لوگوں سے یہ حال بیان کیا یہاں تک کہ یہ بات تمام مدینہ میں پھیل گئی۔ دوسرے سال حج کے دنوں میں بارہ آدمی انصار کے آئے اُنہوں نے اس بات پر بیعت کی کہ خدا کیساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے، چوری اور بدکاری نہ کرینگے، اور نہ لڑکیوں کو قتل کرینگے۔ جب یہ لوگ مدینہ کو جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہمراہ مصعب بن عمیر کو کر دیا تاکہ انکو اسلام کے احکام سکھایا کریں۔

مدینہ میں اسلام

اب تو مدینہ کے ہر گوشہ میں اسلام کی روشنی چمکنے لگی اور کوئی گھر ایسا نہ رہا کہ جس میں کوئی نہ کوئی مرد یا عورت مسلمان نہ ہو، کچھ عرصہ کے بعد مصعب بن عمیر معہ تہتر مسلمانوں کے مکے واپس آئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ ایام تشریق[3] کے درمیان بمقام عقبہ حاضر ہونگے

[1] انصار ناصر کی جمع ہے اور مدینہ منورہ کے ان باشندوں کو کہتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی انکی اولاد آجتک انصار کہلاتی ہے [2] مکہ معظمہ کے قریب ایک گھاٹی ہے [3] ۱۱ لغایتہ ۱۳ ذی الحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں ۱۲

آپ مع اپنے چچا حضرت عباسؓ کے کہ وہ اسوقت تک مشرک تھے وہاں تشریف لے گئے، حضرت عباسؓ نے کہا "اے گروہ خزرج تم جانتے ہو کہ محمد ہم میں بڑی عزت اور مرتبہ کا آدمی ہے باوجود اسکے تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے اگر تم اسکی مدد کیلئے مستعد ہو اور دشمنوں کے گزند سے اُسکی حفاظت کر سکتے ہو۔ تو اس کو لیجاؤ ورنہ ابھی یہیں چھوڑ جاؤ، انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے گروہ خزرج تم جو یہ سمجھتے ہو کہ کس شرط پہ تم بیعت کرتے ہو سیاہ و سرخ اقوام عرب و عجم کے ساتھ لڑائی مول لیتے ہو پھر اگر بیزار ہو گئے تو خدا کی قسم ذلت خواری کا داغ دنیا و آخرت میں تمہاری پیشانی پر رہیگا۔ اور اگر اسکے پورا کرنے پر مستعدی ظاہر کرتے ہو تو ہاتھ بڑھا کر اس کو پکڑو تا کہ دنیا اور آخرت میں سربلند ہو جاؤ سب نے عرض کیا کہ ہم رسول اللہ کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور جان و مال سے اُنکے کام کے لئے حاضر ہیں۔ اسکے بعد سب نے اسبات پر بیعت کر لی کہ جس طرح اپنے زن و فرزند کی حفاظت کرتے ہیں۔ اُسیطرح سے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نگہبانی کرتے رہیں گے، پھر وہ لوگ مدینہ کو واپس چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بھی فرمایا کہ تم بھی چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی ہجرت کر گئے، آپ کے ساتھ صرف علیؓ اور ابو بکرؓ رہ گئے، آپ نے بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم و صفر کے مہینوں کو مکہ میں بسر کیا اور ربیع الاول کے مہینے میں خود جانے کا بھی مصمم قصد کر لیا۔

ہجرت

آن حضرت کے متعلق کفار قریش کا مشورہ

جب قریش کو انصار کے اسلام لانے کا حال معلوم ہوا تو غصہ سے اپنے ہاتھ ملنے لگے اور مسلمانوں کو اور زیادہ تکلیف

پہنچانے لگے۔ آں حضرت کے مدینہ تشریف لیجانے سے اُنکو اور زیادہ اندیشہ ہوا "دار الندوہ" میں (جو مشورے کا مکان تھا اور قصیٰ ابن کلاب نے اسکی بنیاد ڈالی تھی اور جس میں عرب کے لوگ مشورے کیلئے جمع ہوا کرتے تھے) سب مشورے کے لئے جمع ہوئے، ایک نے کہا تم نے دیکھا اس شخص کا کام کہاں سے کہاں تک پہنچا، ہمکو خوف ہے کہ کسی روز اپنے پیروؤں کے ساتھ ہمارے اوپر حملہ کرے۔ لہذا ہمکو چاہیے کہ اسکی نسبت کوئی رائے قائم کریں، کسی نے کہا کہ اسکو زنجیر سے باندھ کر گھر میں قید کردیں اور دروازہ چُن دیں، پھر کسی اور نے کہا کہ اسکو شہر سے باہر نکالدیں اور پھر اس سے مطلب نہ ہو کہ کہاں گیا، ابو جہل نے کہا کہ ہم ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی منتخب کرلیں اور یہ سب آدمی ایک ساتھ اُسپر وار کریں تاکہ اس کا خون ہر قبیلہ کی گردن پر ہو، اس صورت میں بنی ہاشم ان سب قبیلوں کے ساتھ لڑائی نہ کرسکیں گے، سب لوگ اس رائے کے ساتھ متفق ہوگئے۔

آں حضرتؐ اور ابو بکرؓ کی مکہ سے روانگی اور غار ثور میں قیام

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس مشورے کی خبر پہنچی تو آپ نے علی سے فرمایا کہ میرے بستر پر سو رہو، اسوقت کفار آپکے دروازہ پر جمع تھے۔ مگر سو گئے تھے، آپ نے کفار کو سوتا ہوا چھوڑا اور خفیہ طور پر ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے وہاں سے انکو اپنے ساتھ لیا، اور عبد اللہ ابن ارقط کو (جو مشرک تھے) اپنا رہبر بنایا اور غار ثور کی طرف جو مکہ کے نشیب میں ایک پہاڑ ہے تشریف لے گئے اور تین روز وہاں قیام فرمایا ابو بکرؓ کی بیٹی اسماء[۱] دونوں کیلئے کھانا لیجاتی تھیں، قریش ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اُسی غار تک پہنچے۔ ابو بکرؓ اُن کی آواز سنکر

[۱] حضرت اسماء کو ذات النطاقین بھی کہتے ہیں۔

شکستہ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج دشمنوں نے ہمکو ڈھونڈھ لیا آپ نے فرمایا کہ "غمگین مت ہو خدا ہمارے ساتھ ہے"۔ پھر تین روز کے بعد غار ثور سے باہر نکل کر مدینہ کا راستہ اختیار کیا اور گیارہویں ربیع الاول پیر کے دن دوپہر کے وقت مدینہ پہنچے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محلہ قبا[۱] میں کلثوم بن ہدم کے پاس اُترے جمعرات تک وہاں قیام فرمایا۔ اور مسجد قبا کی بنیاد ڈالی جس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ (ہاں وہ مسجد کہ جکی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی اس کا البتہ حق ہے کہ تم اُس میں کھڑے ہوکر (امامت کیا کرو)

پھر جمعہ کے دن قبا سے باہر تشریف لائے۔

یہاں انصار میں سے جس کا گھر راستہ میں پڑتا وہی آپکے ناقہ[۲] کو پکڑتا اور عرض کرتا کہ یارسول اللہ یہاں تشریف لایئے" آپ ارشاد فرماتے کہ اس کا راستہ مت روکو چھوڑ دو"

ناقہ چلتے چلتے اُس جگہ پر جہاں مسجد نبوی ہے خود بخود بیٹھ گیا، اس جگہ سے ملا ہوا گھر ابوایوب انصاری کا تھا، آنحضرت ناقہ پر سے اُتر پڑے ابوایوب کجاوہ کو اپنے گھر لے گئے اور آنحضرت نے انہی کے گھر میں اُسوقت تک قیام فرمایا کہ مسجد نبوی[۳] اور آپ کا گھر تیار ہوگیا۔

---

[۱] قبا فصیل مدینہ سے باہر ایک محلہ ہے [۲] اونٹنی [۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس مدینہ شریف میں مسجد بنائی دیواریں پتھر اور گارے کی تھیں چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی گئی تھی جس زمین مقدس پر یہ مسجد بنائی گئی ہے وہ دو یتیم بچوں سہل سُہیل کی ملکیت تھی ان بچوں نے نہایت شوق سے یہ زمین نذر کرنی چاہی، لیکن آپنے اصرار کر کے اسکی قیمت ادا کی ۱۲

مواخاۃ مہاجرین وانصار

پیغمبر خدا نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی بندی[1] قائم کی جسے کہ اُن کی وراثت اور مال ومتاع میں دونوں برابر کے شریک ہو گئے۔

سنہ ۲ھ دوسرے سال قبلہ کی تحویل[2] ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کے بعد سے کل اٹھارہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی گئی اور اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

---

[1] اس بھائی بندی کے عہد کو عقد مواخات کہتے ہیں ۱۲

[2] نماز مکہ میں فرض ہو گئی تھی اور حضرت بلالؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موذن منتخب کیا تھا وہ بڑے بلند آواز تھے، پہلے آں حضرت بیت المقدس کی طرف مُنہ کرکے نماز ادا فرمایا کرتے تھے، لیکن مدینہ منورہ میں مسجد حرام کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ تحویل قبلہ شعبان کے نصف مہینے میں ہوئی جب مہینہ ختم ہونے کو آیا تو روزے فرض کیے گئے ۱۲

غزوات وسرّیات

غزوہ بدر ۲ھ
اسی سال غزوہ بدر کبریٰ واقع ہوا اور اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب سے مسلمانوں نے مدینہ کو ہجرت کی قریش کسی وقت اپنے مکر سے باز نہ رہے۔ یہانتک کہ ابوجہل ایک دن چھپ کر آیا اور عیاش ابن ربیعہ کو فریب دیکر مکہ لے گیا اور وہاں لیجاکر بند کر دیا۔ اور اسی طرح ہمیشہ مسلمانوں کے درپے رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاسوس بھیجتے تاکہ ان کارروائیوں سے واقفیت ہو اور اُن کے دفع کرنے کی کوشش کیجائے اب یہ حالت ہو گئی تھی کہ دونوں طرف مخالفت بڑھ گئی۔ اور چھوٹے چھوٹے جھگڑے واقع ہونے لگے۔ اس عرصہ میں قریش کا ایک قافلہ شام سے آیا جسکا سردار ابوسفیان تھا۔ لوگوں نے ابوسفیان سے کہا کہ محمد تمہاری فکر میں ہیں۔ اس نے قریش کو خبر بھیجی اور مکہ کے بہت سے لوگ اُسکی مدد کو آگئے، صرف ابولہب نہیں آیا یہ سب نوسو پچاس مردان جنگی تھے اور اُنکے ساتھ سو گھوڑے بھی تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا حال معلوم ہوا تو آپنے لوگوں سے فرمایا کہ اُٹھو تیار ہو، کچھ لوگ مستعدی کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوے اور کچھ سستی میں پڑے رہے۔ کچھ آدمیوں نے چاہا کہ قافلہ لوٹ لیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ القصہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر قریش کو آنے

ف۱ جن لڑائیوں میں آپ بہ نفس نفیس شریک تھے اُنکو غزوہ اور جن میں آپ شریک نہیں ہوئے بلکہ کسی صحابی کو سردار بناکر بھیجا اُن کو سرّیہ کہتے ہیں ۱۲

سے روکدیا جسکا تذکرہ قرآن مجید اس طرح ہے کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ
وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَارِھُوْنَ یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ کَاَنَّمَا
یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ
اَنَّھَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَیُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ
وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ تمہارے پروردگار نے لڑائی کے دو پہلوؤں میں سے (
صحیح پہلو اختیار کرکے تم کو گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانوں کا ایک گروہ (تمہارے)
نکل کھڑے ہونیسے اُسوقت بھی ناخوش تھا کہ وہ لوگ (حق بات کے) ظاہر ہوئے پیچھے
تمہارے ساتھ حق بات میں لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے) گویا
ان کو (زبردستی) موت کی طرف دھکیلا جاتا ہے اور وہ (موت کو آنکھوں سے) دیکھ رہے
ہیں اور (مسلمانو یہ وہ وقت تھا) جب خدا تم مسلمانوں سے وعدہ فرماتا تھا کہ (مشرکین
مکہ کی اُن دو جماعتوں میں سے (کوئی سی) ایک (بھی تم لڑائی کے لئے اختیار کروگے
تو وہ) تمہارے ہاتھ آجائیگی اور تم چاہتے تھے کہ جسمیں (لڑنے کا) بوتہ نہیں تمہارے
ہاتھ آجائے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے (دین) حق کو قائم کرے اور کافروں کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے
تیسری ماہ رمضان سنہ ۲ھ کو تین سو تیرہ آدمیوں نے اس مہم کی تیاری کی
انمیں سے ستر مہاجر اور باقی انصار تھے، مقداد اور زبیر ابن العوام بس یہی دو
سوار تھے اور چونکہ اونٹ ستر سے زیادہ نہ تھے اس لئے نوبت بہ نوبت اُن پر
ہوتے تھے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؓ اور زیدؓ کے درمیان صرف
ایک اونٹ تھا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عبدالرحمن ابن عوفؓ کے پاس بھی ایک
اونٹ تھا اور یہی حال اوروں کا بھی تھا۔ لوا[1] کو مصعب بن عمیرؓ نے لیا اور

---

[1] لوا اور رایت فوجی نشان کو کہتے ہیں اور رایت اس نشان کو کہا جاتا ہے جو امیر عسکر کے
ہاتھ میں ہوتا ہے ۱۲

رایت[1] علیؓ ابن ابی طالب کے ہاتھ میں تھا۔

جب آنحضرت صلعم نے سُنا کہ قریش کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے اور عتبہ اور شیبہ، ولید، ابوجہل، عمرابن عبدونہ اور دوسرے سردار قریش بھی اُن میں موجود ہیں تو آپ نے اصحاب سے یہ فرمایا کہ اب مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے ڈالدیا ہے اُنسے رائے طلب کی ابوبکرؓ اُٹھے اور اُنہوں نے ایک برجستہ تقریر کی، پھر عمرؓ کی باری آئی اُنہوں نے بھی داد سخن دی، پھر مقدادؓ اُٹھے اور اُنھون نے کہا یارسول اللہ کرو جسکا خدا نے آپ کو حکم دیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں قسم اللہ کی ہم ایسا نہیں کہیں گے جیسا بنی اسرائیل[2] نے موسیٰ سے کہا کہ "جا تو اور تیرا خدا دونوں لڑلو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں،، قسم اللہ کی اگر آپ ہمکو برک الغماد (یعنی شہر حبش) میں لیجائینگے۔ تو ہم آپ کے ساتھ ہوکر لڑیں گے۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا اے لوگو (انصار) ہم کو مشورہ دو، پس سعد ابن معاذؓ اُٹھے اور عرض کیا شاید آپ ہم سے مشورہ چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا "ہاں،، سعد نے کہا کہ "میں آپ پر ایمان لایا ہوں،، اُٹھیے خدا کی قسم جس نے آپکو بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم کو دریا میں لیجائینگے۔ اور اُس کے اندر گھُسیں گے تو ہم بھی گھسیں گے۔

قصہ مختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے اور اُسکے قریب نزول اجلال فرمایا۔ جب دونوں جماعتیں مقابلہ میں آئیں تو مشرکین کی طرف سے عتبہ، اور شیبہ۔ پسران ربیعہ اور ولید ابن عتبہ تھے اور مسلمانوں میں سے عوفؓ اور معوذؓ پسران عفراؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ میدان

[1] رایت اُس نشان کو کہا جاتا ہے جو امیر عسکر کے ہاتھ میں ہوتا ہے ۱۲ [2] بنی اسرائیل مصر کی ایک مشہور قوم جو حضرت یعقوب کی نسل تھی جس کا ذکر جابجا کلام مجید میں موجود ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام اس قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے ۱۲

ہیں آئے کافروں نے اُن سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو اُنہوں نے کہا کہا ہم انصار ہیں، کافروں نے کہا ہم کو تم سے کچھ غرض نہیں ہے سردار عرب جو کہ ہمارے ہمپایہ ہیں وہ ہمارے سامنے آئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گفتگو سُنکر فرمایا اے حمزہ اُٹھو، اے عبیدہ بن الحرث بن عبدالمطلب اُٹھو، اور اے علیؓ اُٹھو، چنانچہ حمزہؓ میدان میں آئے اور فوراً شیبہ کو مار ڈالا اور پھر اسی طرح علیؓ نے ولید کو خاک پر گرا دیا، عبیدہ اور عتبہ دونوں نے ایک دوسرے پر خوب وار کئے اور ہر ایک نے اپنے مقابل کو زخمی کیا، عبیدہ رضؓ گرے لیکن اسی اثناء میں حمزہؓ اور علیؓ دونوں عتبہ کے اوپر جھپٹے اور اسکو قتل کر دیا، عبیدہ کو اُٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، عبیدہ نے کہا "اے رسولِ خدا کیا میں شہید نہیں ہوا"، آپنے فرمایا نہیں تم نے شہادت حاصل کی، پھر عبیدہ رضؓ نے کہا کہ اگر آج ابو طالب زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ اُن سے زیادہ میرا حق تھا کہ اُن کا یہ شعر میں پڑھتا،

ونسلمه حتے نصرع حوله — ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ہم اسکو اسوقت دشمنوں کے حوالہ کرینگے جب خود اسکے اردگرد ڈھیر ہو جائیں — اور اپنی بیبیوں اور بچوں کو بھی فراموش کر دیں۔

پھر اِن دونوں گروہوں میں جنگ مغلوبہ ہو گئی اور سخت خونریزی واقع ہوئی اور بالآخر مشرکین نے شکست کھائی۔ جب مشرکین (جو اس لڑائی میں گرفتار ہوئے تھے) مدینہ پہنچے تو اِن میں سہل ابن عمر رضؓ کو ام المومنین حضرت سودہؓ[1] نے دیکھکر کہا کہ تو نے عورتوں کی مانند اپنے آپ کو دشمنوں کے سپرد کیا، مردوں کی طرح کیوں نہ جان دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سُن لی،

[1] حضرت سودہ رضؓ کے اُن الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ عرب کے مرد تو مرد اُنکی عورتیں تک جذبات قومی (باقی صـ۳۶ پر)

اور فرمایا " اے سودہ خدا اور رسول کے ساتھ خبر دار رہو ۔ اُنہوں نے کہا اے رسولِ خدا جب مینے اسکو اس حال میں دیکھا تو مجھسے ضبط نہ ہو سکا ۔ آپ نے حکم دیا " کہ قیدیوں پر مہربانی کرو یہانتک کہ اپنا کھانا اِن کے سامنے رکھو "

حاصل کلام قریش نے فدیہ دیکر قیدیوں کو چھڑا لیا جنکی تعداد ستر تھی اس غزہ میں کُل چودہ مسلمان شہید ہوئے چھ اِن میں سے مہاجرین تھے اور آٹھ انصار

پہلے تو قریش نے اپنے مقتولوں پر گریہ وزاری کی پھر کہا کہ ہم کو خاموش رہنا چاہیئے تاکہ محمدؐ اور اُن کے اصحاب نہ ہنسیں ۔

اسود ابن یغوث کے بیٹے زمعہ اور عقیل اور حارث قتل ہو گئے تھے اور وہ اُن پر گریہ وزاری کرنا چاہتا تھا لیکن غیرت مانع ہوئی ناگاہ ماتم کی آواز سنی خود نابینا تھا نہ جاسکا اپنے غلام سے کہا کہ شاید ماتم کی اجازت دیدی گئی ہے تو جاکر دریافت کر اور لوٹ کر مجھکو خبر دے تاکہ زمعہ کے اوپر میں گریہ کروں میرے دل میں بڑی آگ بھڑک رہی ہے ۔ غلام واپس آیا اُس نے کہا کہ ایک عورت کا اونٹ گم ہو گیا ہے وہ اُسکے فراق میں روتی ہے ، پھر اسود نے چند شعر پڑھے جن کا شروع یہ ہے :-

اَتَبْكِي اَنْ يَّضِلَّ لَهَا بَعِيْرٌ	وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ
کیا وہ اُونٹ کے گم ہو جانے پر روتی ہے	اور اُسے راتوں کو نیند نہیں آتی
وَلَا تَبْكِيْ عَلٰى بَكْرٍ وَّلٰكِنْ	عَلٰى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ
اونٹ پر کیا روتی ہے ؟	واقعہ بدر پر رو جس میں تقدیر نے کمی کی

(بقیہ صفحہ ۳۵) میں کسطرح ڈوبی ہوئی تھیں حضرت سودہؓ باوجودیکہ اسلام لا چکی تھیں لیکن میدانِ جنگ میں زندہ رہکر گرفتاری کو ایک ننگ و عار جانتی تھیں اور یہ کلمات اسی جذبے سے بیساختہ زباں پر آگئے

تبکی اِن بکیت علے عقیل و بکّی حارثًا اسد الاسود

اگر روتی ہے تو عقیل پر رو اور نیز حارث پر جو شیروں کا شیر تھا

غزوہ السویق | معرکہ بدر میں شکست کے بعد ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی سخت قسم کھائی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ پھر دو سو سواروں کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے جانے سے کچھ پہلے چند آدمیوں کو اس غرض سے مدینہ بھیجا کہ یہ لوگ انصار کے چند آدمیوں کو مار ڈالیں۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سُنا اُسی وقت لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ ابوسفیان معہ ہمراہیوں کے وہاں سے بھاگا اور اُن لوگوں نے بوجھ کم کرنے کی غرض سے اپنے ستوؤں (سویق) کی پوٹلیوں کو بھی چھوڑ دیا۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۃ السویق کہتے ہیں۔

عقد فاطمۃ الزہرا رض | اسی سال میں حضرت علیؓ کا عقد بی بی فاطمہ رضؓ کے ساتھ ہوا اسکے بعد مشرکین ہمیشہ جلسے کیا کرتے تھے۔ تاکہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے تدبیریں سوچیں اور ثعلبہ اور بنی سلیم وغیرہ بارہا جمع ہوئے مگر کوئی کام قابلِ تذکرہ نہ کر سکے۔

غزوہ احد ۳ھ | تیسرے سال میں غزوہ احد کا واقعہ ہوا اس کی یہ صورت ہوئی کہ قریش کے چند سردار ابوسفیان کے پاس آئے اور اس سے اور اسکے دوستوں سے جو تجارت پیشہ تھے مدد چاہی اُنہوں نے یہ درخواست قبول کی اور عمرو بن العاص وغیرہ چار آدمیوں کو مقرر کر کے بھیجا کہ قوم عرب کو آمدہ جنگ کریں۔ چنانچہ ثقیف اور کنانہ وغیرہ کا ایک گروہ جمع ہوا اور قریش معہ اپنے سرداروں اور حبشیوں کے لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام سے جسکا نام وحشی تھا اور لڑائی کے

فن سے خوب واقف تھا وعدہ کیا کہ اگر تو محمد کو قتل کرے گا تو میں تجھکو آزاد کردونگا-
ابوسفیان اِن سب کا سردار تھا اُس نے اپنی بیوی ہندہ کو بھی اپنے ساتھ
لیا اور اسِی طرح قریش کے اور سرداروں نے بھی اپنی بیویوں کو ہمراہ لیا تاکہ
میدان جنگ سے نام وننگ کے خوف سے بھاگ نہ سکیں یہ عورتیں دف
بجاتی تھیں اور بدر کے مقتولین پر مرثیہ پڑھتی جاتی تھیں تاکہ مشرکین کا خون
جوش میں آئے اور انہی میں ابو عامر الضاری بھی تھا جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے علیحدہ ہوکر مکہ جاتا تھا، القصہ وہ سب لوگ روانہ ہوئے اور بدھ کے
روز چوتھی شوال ۳ھ کو ذوالحلیفہ میں اُترے جو مدینہ کے قریب ایک
مقام ہے اس لشکر میں کل تین ہزار آدمی تھے جن میں سات سو زرہ پوش
اور دو سو سوار تھے-

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو چاہا کہ ہم مدینہ میں
رہ کر ہی (قلعہ بند ہوکر) لڑیں لیکن بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ سے
باہر نکلیں چنانچہ آپ نے ابن کلثوم رض کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور ایک ہزار
آدمیوں کے ہمراہ جن میں سَو زرہ پوش اور دو سو سوار بھی تھے شہر سے
روانہ ہوئے، جب مدینہ اور اُحد کے وسط میں پہنچے تو عبداللہ بن اُبیّ جو
بظاہر مسلمان تھا۔ مگر دل میں نفاق رکھتا تھا، ایک جماعت کو لیکر لوٹ گیا
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر بڑھتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ عدوۃ
الوادی میں اُترے اور لشکر کی پشت اُحد کی جانب رکھی ابوسفیان نے الضار
کو پیغام بھیجا کہ ہمارے چچا کے بیٹے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دو،
ہمکو تم سے اور کچھ سروکار نہیں ہم لوٹے جاتے ہیں، الضار نے اس کے
جواب میں ایسے الفاظ کہے جو مشرکین کو ناگوار گذرے اور وہ جنگ پر آمادہ ہو گئے-

خالد بن ولید کے سپرد میمنہ کیا (دایاں حصہ) اور عکرمۃ بن ابی جہل کو میسرہ (بایاں حصہ) پر رکھا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان داروں کو جن کی تعداد پچاس تھی لشکر کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ مصعب بن عمیر کے سپرد علم کیا اور زبیر کو گھوڑ سواروں پر مقرر کیا اور حمزہ رض نے لشکر کو دشمن کی جانب حرکت دی، جب دونوں گروہ مل گئے اور جنگ شروع ہو گئی تو ابو سفیان کی عورت ہندہ اپنی ہمراہی عورتوں کے ساتھ اُٹھی وہ عورتیں دف بجاتی تھیں اور ہندہ گاتی تھی:۔

نحنُ بناتُ طارِقٍ	نمشي علَى النمارقِ
ہم ستاروں کی بیٹیاں	اور فرشوں پر چلنے والیاں ہیں
مَشيَ القطا البوارِقِ	والمِسکُ فِی المفارِقِ
جس طرح قطا[1] چلتا ہے	اور مشک ہماری مانگوں میں بھرا ہوا ہے
والدُّرُّ فی المخانِقِ	اِن تقبلوا نعانق
موتی ہمارے دو پٹوں میں ٹکے ہوئے ہیں	اگر میدان جنگ میں تم لوگ آگے بڑھو گے تو ہم تم سے بغلگیر ہوں گی

اُو تدبروا نفارق

لیکن اگر پیچھے ہٹے تو ہم تم سے قطع تعلق کر لیں گے

پھر مردوں نے نہایت استقلال کے ساتھ جنگ کی، حمزہ رض اور علی ایک بڑے ہجوم کے اندر گھس کر غائب ہو گئے خدائے قادر نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور مشرکین کے پاؤں اُکھڑ گئے لیکن کمانداروں کو مال غنیمت کا لالچ ہوا۔

[1] قطا ایک قسم کا چھوٹا سا پرندہ ہوتا ہے ۱۲۔

اور اُس جگہ سے ہٹ گئے جنکی نسبت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ یہاں سے ہرگز نہ ہٹنا نتیجہ یہ ہوا کہ خالد مع اپنے آدمیوں
کے مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کیا اور کمانداروں کو مار ڈالا مشرکین نے
مسلمانوں کو دونوں طرف سے گھیر لیا۔ اور غالب ہو گئے جو پتھر وہ پھینکتے
تھے اُن میں سے ایک لب مبارک پر لگا جس سے نیچے کے چار دانتوں
میں ایک دانت شہید ہو گیا۔ رخسارے اور پیشانی مبارک پر بھی زخم
پہنچا۔ اِس صدمے سے آپ گر پڑے اور کاسئہ زانوئے مبارک (گھٹنا)
چھل گیا، چند[1] آدمی آپ کے آگے تھے جو حفاظت کے لئے جنگ
کر رہے تھے اُن میں سے انصار کے پانچ آدمی شہید ہوئے۔

ابودجانہؓ آں حضرت کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھے اُنھوں نے
اپنے آپ کو آنحضرت کی سپر بنا دیا تھا تیر آ آ کر اُنکی پیٹھ میں چھدتے تھے مصعبؓ
بن عمیر بھی اس کوشش میں شہید ہو گئے اُن کے قاتل نے یہ سمجھا کہ میں نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا ہے وہ قریش کی طرف پلٹا اور اُس نے
کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ جس سے مسلمانوں میں پریشانی پھیل گئی اور
حالت دگرگوں ہو گئی مگر چند آدمی جنہیں علیؓ ابوبکرؓ اور عمرؓ وغیرہ تھے اپنی
جگہ پر قائم رہے۔

اِس درمیان میں اُنسؓ ابن النضیر نے مہاجرین کے چند آدمیوں کو دیکھا

---

[1] اس لڑائی میں ام عمارہ بنت کعب مازنیہ بھی جو ایک صحابیہ تھیں لڑائی دیکھنے کی غرض سے گئی تھیں، جب مسلمان غالب رہے یہ لڑائی کا تماشہ دیکھتی رہیں، لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت کی حفاظت کیلئے پہنچیں اور لڑنے لگیں ان کا شانہ بھی زخمی ہوا اور اُنہوں نے بھی بہت سے وار حملہ آوروں پر کئے تھے ۱۲

کہ اُنہوں نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اُن سے دریافت کیا کہ کیوں لڑائی
میں کوشش نہیں کرتے اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ تو قتل ہو گئے انس رضؓ نے کہا
انکے بعد ہماری زندگی کیا کام آئیگی اب ہمیں بھی اس کام میں جان دیدینی چاہئے
جسمیں اُنہوں نے جان دی۔ پھر وہ سب جم گئے اور نہایت ثابت قدمی کے
ساتھ قتل وقتال کرتے رہے یہانتک کہ خود بھی شہید ہو گئے (جب معلوم ہوا کہ
آنحضرت صحیح وسالم ہیں تب سب لوگ ایک محفوظ جگہ میں جمع ہو گئے)

اس لڑائی میں ہندہ اور اُسکی ساتھ کی عورتوں نے مرے ہوئے مسلمانوں
کے ناک کان کاٹ لئے اور ہندہ نے حمزہ رضؓ کے پہلو کو (جو شہید ہو چکے تھے)
چیر کر جگر نکال لیا اور اُسکو چبا ڈالا، ابوسفیان اپنے آدمیوں کے ساتھ پہاڑ پر
چڑھا اور بلند آواز سے کہنے لگا، الحرب بینا سجال یوم بیوم اعل ھبل
لڑائی ہمارے درمیان ایک گردش کرنے والی چیز ہے۔ اُس دن (بدر)
کا بدلا آج (یوم احد) ہو گیا ہبل اپنے دین کی تائید کر۔

جب ابوسفیان آواز دیکر لوٹ گیا کہ آئندہ سال پھر جنگ کیلئے تیار رہو
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ شہدا کو دیکھو۔ چنانچہ
اُنہوں نے دیکھنا شروع کیا، سعد رضؓ انصاری کو دیکھا کہ ابھی تک رمق جان باقی
ہے سعد نے اُن سے کہا کہ رسول اللہ کی خدمت میں میرا سلام پہنچا کر کہنا کہ خدا آپکو
بہتر جزا دے اُس جزا سے جو کسی نبی کو اُسکی اُمت کی طرف سے دیجاتی ہے
اور ہماری قوم سے کہنا کہ جبتک تمہاری آنکھ کی پتلی حرکت کرتی ہے اگر پیغمبر خدا
کو کوئی تکلیف پہنچی تو خدا کے آگے تمہارا کوئی عذر نہ چلے گا۔ بس اسقدر کہنے
کے بعد سعد نے انتقال کیا۔

حمزہ رضؓ کی بہن صفیہ آئیں کہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھیں، آپ نے اُن کے

بیٹے سے فرمایا کہ اُن کو روک دو کہیں اپنے بھائی کے اس حال کو نہ دیکھ لیں،
زبیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق انکو روکدیا۔
حمزہ کی بہن نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا ہے
(یعنی ناک اور کان کاٹ ڈالے ہیں) خدا کی راہ میں تو یہ ایک ادنیٰ بات ہے!
حمزہؓ کے جنازہ کے پاس آکر نماز جنازے کی پڑھی اور جب شہیدوں کو دفن
کر چکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے تو انصار کی ایک عورت کو جسکا
باپ اور شوہر دونوں شہید ہو چکے تھے لوگوں نے دیکھا کہ جب اُن کو اُن لوگوں
کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو کہنے لگیں کہ پہلے رسول اللہ کا حال بیان کرو کہ وہ
کیسے ہیں، لوگوں نے کہا کہ وہ اسی حال میں ہیں جسمیں تم چاہتی ہو، کہا میں انکو
دیکھنا چاہتی ہوں، جب اُنکی نگاہ چہرۂ ہمایوں پر پڑی تو کہنے لگیں:۔

"جب آپ موجود ہیں تو سب غم ہیچ ہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ اُحد سے شنبہ کے دن واپسی ہوئی۔

غزوہ حمراء الاسد ۳ھ | اسی سال میں غزوہ حمراء الاسد بھی واقع ہوا اسکی صورت
یہ ہوئی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ مشرکین آتے ہیں
باشتیاق تمام اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ سے باہر کوچ فرمایا تاکہ مشرکین
مسلمانوں کی شان وشوکت کو دیکھیں اور آپ مدینہ سے روانہ ہو کر حمراء الاسد
(جو مدینہ سے سات میل ہے) پہنچے۔

ابوسفیان مشرکین کی جماعت کے ساتھ مسلمانوں کے استیصال کیلئے
آرہا تھا، راستہ میں معبد الخزاعی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ تمہاری طرف
کیا حالت ہے کہا کہ محمدؐ ایک جماعت کے ساتھ باہر تشریف لائے ہیں اُنکی
مثل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ سُنکر مجبوراً ابوسفیان مکہ کو لوٹ گیا۔

سریہ رجیع ۴ھ ماہ صفر ۴ھ میں سریہ رجیع ہوا اور اس سریہ کا سبب یہ تھا۔ کہ عقیل اور قارہ کے آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی کو کر دیجئے تاکہ وہ ہمکو شریعت کے احکام سکھایا کرے آپنے چھ آدمیوں کو اُن کے ساتھ کردیا۔ جب وہ مقام رجیع پر (بنی ہذیل کے پانی کا مقام تھا) پہونچے تو اُنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ دغا کی مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا جن میں سے تین آدمی شہید اور باقی تین قید ہوگئے۔ اِن قیدیوں کو مکہ میں لے گئے اور قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا جنہوں نے سب کی گردن ماردی۔

سریہ بیر معونہ اسی سال صفر ہی کے مہینہ میں سریہ بیر معونہ واقع ہوا اُسکی یہ صورت پیش آئی کہ ابو براء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اگر نجد والوں کی طرف چند آدمیوں کو بھیجدیں تو اُمید ہے کہ وہ آپکی دعوت کو قبول کرینگے، آپ نے فرمایا کہ مجھکو اصحاب کی جان کا اندیشہ ہے اُسنے کہا کہ اسکا میں ضامن ہوں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر انصاری کو مع چالیس برگزیدہ مسلمانوں کے بھیجدیا، جب وہ بیر معونہ پر (جو مدینہ سے چار مرحلہ دور ہے) اُترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ عامر ابن طفیل کے پاس بھیجا جو اُن کا سردار تھا۔ تو اُس نے نامہ بر کو مار ڈالا اور اصحاب کے قتل کرنے کے لئے جمع ہوگئے۔ چنانچہ مکر و فریب سے سب اصحاب شہید کردیئے گئے۔ مگر کعب ابن زید جو زخموں کا بہانہ کرکے شہداء میں پڑے ہوئے تھے بچ گئے اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

غزوہ بدر ثانیہ اسی سال شعبان کے مہینے میں غزوہ بدر دوبارہ ہوا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے اعلان جنگ پر مدینہ سے باہر تشریف لاکر بدر کی جگہ اُترے اور آٹھ رات تک وہاں قیام فرمایا لیکن ابوسفیان مرالظہران تک پہنچ کر لوٹ گیا۔

آں حضرت کا کتابت سیکھنے کیلئے حکم دینا

اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن ثابت کو کتابت سیکھنے کا حکم دیا۔

ولادت حسینؓ

بعض کا قول ہے کہ اسی سال میں حضرت امام حسین ابن حضرت علیؓ پیدا ہوئے۔

غزوہ خندق ۵ھ

۵ھ میں غزوہ خندق واقع ہوا اور اسکی یہ صورت ہوئی کہ جہود اں بنی نضیر ایک گروہ جمع کرکے قریش کے پاس مکہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے انکو برانگیختہ کیا اور اور کہا جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو برباد نہ کرلیں گے ہم تمہارے مددگار رہینگے۔ قریش نے اس بات کو منظور کر لیا اُس کے بعد وہ قبیلہ غطفان کے پاس آئے۔ اُن سے بھی ایسا ہی کہا انہوں نے بھی منظور کیا۔ پھر قریش ابو سفیان اور غطفان عتبہ کی سرداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کو نکلے آپ نے سُنا تو سلمان فارسی کی رائے کے مطابق خندق کھودنے کا حکم دیا قریش مع دس ہزار آدمیوں کے سامنے آئے اور سیلہائے مخزومہ کی گذرگاہ کی جگہ مقیم ہوئے۔

غطفان نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اُحد کے پہلو پر قیام کیا اور بنی قریظہ جنہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اُن کو اہل قریش نے اس طرح مکر و فریب میں پھنسا لیا کہ آخر انہوں نے معاہدہ کو توڑ دیا۔ اور اُن ہی کے ساتھ مل گئے۔

مشرکین نے خندق کے گرد بیس روز تک محاصرہ رکھا دونوں طرف سے صرف تیر اندازی ہوتی رہی کئی دن کے بعد چند سوار قریش کے جن میں عمرو بن عبدود اور عکرمہ بن ابوجہل بھی تھے آئے اور خندق کے کنارے پر جو ایک تنگ جگہ تھی کھڑے ہوئے اور گھوڑوں کو دوڑایا عمرو بن عبدود معلم بھی باہر آیا تاکہ لوگ اُس کے مرتبہ کو پہچانیں اور اسی لئے اپنا مد مقابل چاہا علی کرم اللہ وجہہ اسکے مقابلے میں آئے اور انہوں نے ایک ضرب میں دشمن کو قتل کر دیا اس کے بعد اُن کے گھوڑے بھاگنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کے مابین اختلاف پیدا کر دیا سردی کے دن تھے اور ہوا تیز اور سرد چلتی تھی جس نے اُن کے مطبخ اور خیموں کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدیا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا (ترجمہ) "اے ایمان والو یاد کرو اللہ کے احسان کو اپنے اوپر جب آئیں تم پر فوجیں ہم نے بھیجی اُنپر ہوا اور وہ فوجیں جنکو تم نے نہیں دیکھا"

قریش کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور غطفان والے اسکی خبر سنکر واپس چلے گئے۔

غزوہ بنی قریظہ اسی سال غزوہ بنی قریظہ وقوع میں آیا اسکی یہ شکل پیش آئی کہ یہودی مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ کینہ رکھتے تھے نہ کسی عہد پہ قائم رہتے تھے اور نہ کسی وعدہ کو پورا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام مدینہ ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں اُن سے امن کا عہد کر لیا تھا مگر جب بدر کی لڑائی کے وقت اُنہوں نے عہد شکنی کی تو آپ اُنکی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم اس روز سیاہ سے جو قریش کو پیش آیا خوف کرو وہ کہنے

لگا اے محمد کیا ناز کرتے ہو تم کو اُس قوم سے کام پڑا ہے جو لڑائی سے ناواقف ہے اور وہ عہد نامہ آپ کے سامنے ڈالدیا۔ پھر آپنے وسط شوال ۲ھ میں انکو دس روز تک محاصرہ میں رکھا بعد ازاں انہوں نے اپنے آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیا اور عبداللہ بن اُبی نے کچھ عرض کیا اور گریبان مبارک تک ہاتھ پہنچا کر خوشامد کی اور کہا اے محمد مہربانی فرمایئے۔ آپنے حکم دیا کہ جلاوطن کئے جائیں۔ پھر کعب بن اشرف یہودی ۳ھ میں مکہ گیا اور کُشتگانِ بدر پر گریہ وزاری کی اور اُن لوگوں کو بھڑکایا۔ ابو رافع یہودی اُس کا دوست ہو گیا اور دونوں نے فتنہ برپا کیا۔ ۴ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کی طرف چلے گئے تاکہ اُن سے ادائے دیت میں مدد چاہیں، اور وہ اُلٹے آپ کے شہید کرنے کیلئے متفق ہو گئے آپ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے اُنکا بھی محاصرہ کیا، اور جب وہ محاصرے سے عاجز آگئے تو اُنکو بھی جلاوطن کئے جانیکا حکم دیا، لیکن بنو قریظہ نے باوجودِ اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت کا عہد کیا تھا قریش کے ورغلانے سے جنگ خندق کے وقت عہد توڑ دیا۔ اور کھُلم کھُلا دشمنوں سے ملگئے جنگ خندق سے اگلے روز ہی آپنے انکا محاصرہ کیا اور پندرہ روز تک محاصرہ قائم رہا جب وہ جان سے تنگ آگئے اور خدا نے ان کے دلوں میں رُعب ڈالدیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی بنی اوس جو بنی قریظہ کے حلیف تھے اُنھوں نے عرض کیا کہ:۔

" یا رسول اللہ جس طرح کہ موالی خزرج (یعنی بنو قینقاع) کے ساتھ معاملہ کیا ہے بنی قریظہ کے ساتھ جو ہمارے موالی ہیں معاملہ کر لیجئے "۔ آپنے فرمایا سعد (جو اسکی ہمقوم تھے) کے حکم کو قبول کرتے ہو؟ جواب دیا منظور ہے آنحضرت نے حکم دیا کہ سعد

کو بلاؤ چنانچہ وہ گئے اور سعد کو گدھے پر سوار کراکے آپ کے سامنے لائے اور اُن سے یہ کہتے آرہے تھے کہ اپنے موالی (قوم) کے ساتھ احسان کرو لیکن سعد نے حاضر ہو کر کہا کہ "میں اُنکے حق میں حکم دیتا ہوں کہ یہ آدمی مار ڈالے جائیں اور انکا مال مسلمانوں پر تقسیم کیا جائے" اُسکے بعد پیغمبر خدا مدینہ واپس تشریف لائے اور بنو قریظہ کو ایک انصاری کے گھر بند رکھا اور پھر ایک ایک کی گردن ماردی گئی۔

غزوہ بنی المصطلق | ۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق اسطرح واقعہ ہوا کہ بنی المصطلق نے مسلمانوں کی مخالفت پر ایک جم غفیر جمع کیا اور حارث کو اس کا سپہ سالار بنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آمادہ جنگ ہوئے اور مسلمانوں اور بنی المصطلق سے اُس آبگیر پر مقابلہ ہوا جو اِن ہی مشرکین کا تھا مشرکین نے پہلے لڑائی کی کوشش کی اور پھر فرار ہو گئے۔

عمرہ | اسی سال ذی القعدہ کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا قصد کیا، اور بغیر کسی لڑائی کے قصد کے ایک گروہ کیساتھ جسمیں چودہ سو مہاجرین وانصار ہونگے مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور ہدی (قربانی) کے لیے ستر اونٹ روانہ کئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں جب موضع عسفان پر پہنچے تو بشر بن سفیان الکعبی آپ سے ملا اور عرض کیا کہ "اے رسول اللہ قریش آپکے آنے کا حال سُنکر ذی طوا کے آس پاس جمع ہو گئے ہیں اور قسم کھائی ہے کہ آپ کو اس جگہ ہرگز نجانے دیں۔ اسکے بعد عروہ بن مسعود الثقفی جو اہل طائف کا سردار تھا قریش کا بھیجا ہوا آیا اور کہا کہ قریش نے پلنگینہ (ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے جس میں چیتے کی کھال جیسے گل ہوتے ہیں) پہنا ہے اور خدا کی قسم کھائی ہے کہ آپکو مکہ میں ہرگز نہ آنے دیں" اس گفتگو کے درمیان عروہ نے ریش مبارک کو چھونا چاہا مغیرہ بن شعبہ

نے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے اُس کے ہاتھ کو جھٹک کر کہا کہ رسول اللہ کے مُنہ کی طرف سے ہاتھ الگ ہٹا، عروہ نے کہا تو عجیب بدخلق ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، یہاں اس نے دیکھا کہ پیغمبر خدا اگر وضو فرماتے ہیں تو اصحاب گرتے ہوئے پانی لینے کیلئے دوڑتے ہیں اور اگر کوئی بال آپکا گرتا ہے تو اُسی وقت اُٹھا لیتے ہیں، پھر جب وہ قریش کے پاس آیا تو اُس نے کہا کہ میں خسرو اور قیصر کے ملک میں گیا ہوں مگر خدا کی قسم میں نے تو کوئی بادشاہ اُس قوم میں ایسا محترم نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ کو اپنے اصحاب میں پایا۔

بیعت الرضوان

پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش میں نامہ وپیام شروع ہوا اور آپنے عثمانؓ بن عفان کو ابوسفیان اور اعیانِ قریش کے پاس سفیر بناکر بھیجا کہ اُن سے کہیں کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں۔ مگر اُنھوں نے عثمانؓ کو پکڑ کر قید کر لیا۔

جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اُنکو قتل کر دیا تو آپنے فرمایا کہ میں یہاں سے اُسوقت تک نہیں ہٹونگا۔ جبتک اُن سے بدلہ نہ لے لونگا پھر آپنے لوگوں کو طلب فرمایا اور ایک درخت کے نیچے سب نے جان پر کھیل جانے کی بیعت کی اور اس بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہیں۔

قریش اور آنحضرت کے مابین عہدنامہ

اسکے بعد قریش نے آپکے پاس سہیل کو بھیجا کہ اس شرط پر صلح کر لیں کہ اب کی سال لوٹ جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول فرمایا اور حضرت علی کو بُلا کر فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا میں اُسکو نہیں جانتا بلکہ "باسمک اللھم" لکھو۔ چنانچہ ایسا ہی لکھا گیا پھر آپنے فرمایا کہ لکھو کہ اِس شرط پر رسول اللہ نے سہیل کے ساتھ صلح کی سہیل نے کہا

کہ اگر ہم جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو تمہارے ساتھ ہرگز جنگ نہ کرتے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام لکھواؤ، آنحضرت صلعم کے حکم کے بموجب علیؑ نے لفظ رسول اللہ کو مٹا دیا۔ الغرض ان شرطوں پر صلح کی گئی (۱) دس برس تک ہم جنگ نہیں کرینگے (۲) مشرکین کا کوئی آدمی جو محمدؐ کے پاس آئے اُسکو واپس کرو ینگے۔ (۳) ہر شخص کو اختیار ہے کہ چاہے محمدؐ سے اور چاہے قریش سے عہد کرے اُسمیں کچھ مزاحمت نہو۔ (۴) اس سال مسلمان لوٹ جائیں اور دوسرے سال قریش تین روز کیلئے باہر چلے جائیں اور مسلمان آئیں اور تین روز رہیں اور بجز اسباب مسافرت اور میان کی ہوئی تلواروں کے اپنے ساتھ کچھ نہ لائیں۔

یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ ابوجندل پسر سہیل بیڑیاں پہنے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے آئے۔ سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھکر کہا اے محمد اسکے آنے سے پہلے ہمارے تمہارے درمیان شرائط صلح طے ہو چکے ہیں۔ آپنے فرمایا تو سچ کہتا ہے اور حکم دیا کہ ابوجندل کو لوٹا دو اُسنے فریاد کی "اے مسلمانو! مجھکو مشرکین میں لوٹاتے ہو وہ مجھکو ایذا پہنچائینگے" آپنے فرمایا صبر کرو، ہم نے اُن کے ساتھ عہد کر لیا ہے اسکو ہم نہیں توڑینگے۔ مسلمان رنج کے مارے دل ہی دلمیں پیچ و تاب کھاتے اور پریشان ہوتے رہے۔ جب آنحضرتؐ مدینہ کو واپس تشریف لائے تو عتبہ بن اسید وہاں پہنچے جو ایمان لے آئے تھے اُنہیں بھی مکہ میں قید کر لیا گیا تھا آپنے اُنکو بھی واپس بھیجدیا اور فرمایا کہ ہمارے مذہب میں عہد کو نہیں توڑتے ہیں۔

بادشاہوں کے نام مراسلات

اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خسرو اور قیصر اور نجاشی اور مقوقس (۱) شاہ مصر وغیرہ کے نام اصحاب کے ہاتھ خطوط روانہ فرمائے مقوقس نے آپکے خط کی نہایت توقیر کی اور تحائف بھیجے نجاشی نے جعفرؓ ابن ابی طالب کے ہاتھ پر

(۱) مقوقس نے جو تحائف بھیجے تھے اسمیں بارہ کنیزیں بھی تھیں اُن کنیزوں میں ماریہ بھی تھیں جنسے آنحضرت نے عقد کیا اور جو ام المومنین ہوئیں اور آپ کے بطن سے حضرت ابراہیم تولد ہوئے ۱۲

طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ قیصر اگرچہ اسلام لانا چاہتا تھا لیکن اپنی قوم سے خائف تھا خسرو نے اس خط کو چاک کر دیا اور کہا کہ یہ تو میرا بندہ ہے اور مجھکو ایسا لکھتا ہے۔ منذر والی بحرین وہاں کے تمام عربوں کے ساتھ اسلام لایا اور یہود اور گبر اور نصاریٰ جو وہاں رہتے تھے سب نے جزیہ دینا قبول کیا۔

جنگ خیبر ۷ھ ہجری۔ ساتویں برس جنگ خیبر ہوئی اور یہ جنگ اس طرح واقع ہوئی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ[1] سے لوٹے تو مدینہ میں ذی الحجہ کا پورا مہینا اور کچھ حصہ ماہ محرم کا بسر کیا لیکن خیبر کے یہودیوں سے بے خوف نہ تھے کیونکہ اُن کا بڑا دبدبہ تھا اور وہ وقت اور فرصت کے منتظر تھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار چار سو پیادوں اور دو سو سواروں کی جمعیت سے خیبر کا محاصرہ کیا اور اُسکے تمام قلعے یکے بعد دیگرے فتح کر لیئے اولاً قلعہ ناعم کو پھر قموص، مصعب، وطیح، اور سلالم کو فتح کیا، پھر خیبر کا قلعہ علی رضہ کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ اولاً نشان ابوبکر رضہ کے سپرد کیا۔ اُنہوں نے جنگ کی اور لوٹ آئے۔ دوسری مرتبہ عمر رضہ ابن الخطاب کو نشان دیا اُنھوں نے بھی سخت جنگ کی اور واپس آئے، پھر آپ نے فرمایا کہ قسم خدا کی کل میں ایسے شخص کو نشان دونگا کہ قلعہ کو زور کے ساتھ لے گا۔ پس دوسرے دن نشان علی رضہ کے سپرد کیا، وہ خیبر کی طرف بڑہے، اُسوقت وہ سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے جب خیبر پہنچے تو مرحب جو قلعہ کا مالک تھا یمانی خود پہنے ہوئے

---

[1] حدیبیہ ایک گاؤں ہے اور اس گاؤں میں اس نام کا ایک کنواں ہے۔ اسی کنویں کے نام سے وہ گاؤں مشہور ہے۔ اسی جگہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قریش کے مابین عہد نامہ صلح ہوا تھا۔

مقابلہ کے لئے آیا اور یہ شعر پڑھا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّی مَرْحَبٌ — شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

تمام خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں — کون مرحب؟ جو مسلح اور تجربہ کار بہادر ہے

یہ سنکر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَۃْ — کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَۃْ

میں وہ ہوں جسکا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے — جو جنگل کے شیروں کیطرح نہایت مہیب ہے

اَکِیْلُہُمْ بِالسَّیْفِ کَیْلَ السَّنْدَرَۃْ[1]

میں انکو تلواروں پر سندرہ کیطرح تولونگا

پھر ہر ایک نے دوسرے پر وار کیا علی رضی اللہ عنہ نے پیش دستی کی اور آنکی تلوار مرحب کی سپر اور خود کو کاٹتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی اور اسکو خاک پر لوٹا دیا۔ یہ فتح صفر کے مہینے میں حاصل ہوئی پھر خیبر والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ آپ کو نصف پیداوار دیا کریں گے اور جب آپ فرمائیں گے قلعہ کو خالی کر کے چلے جائینگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو منظور فرمایا اور یہود خیبر بدستور قلعہ میں سکونت پذیر رہے لیکن عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں انکو جلاوطن کر دیا۔

خالدبن الولید کا اسلام قبول کرنا اور سریہ موتہ

آٹھویں سال خالد بن ولید اور عمرو بن العاص ایمان لائے اور اسی سال جنگ موتہ واقع ہوئی اسکی صورت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمر کی معرفت ایک خط فرمانروائے بصرہ کے پاس بھیجا جب وہ موتہ میں پہونچے تو عمرو بن شرحبیل نے انکو قتل کر دیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاول ۸ھ میں ایک لشکر تیار کیا جسمیں تخمیناً تین ہزار آدمی تھے اور زید بن حارث کو لشکر کا علم سپرد کیا اور فرمایا کہ اگر وہ مرجائیں تو جعفر بن ابی طالب اور

[1] سندرہ عرب کی ایک مشہور عورت تھی جسکے صحیح ناپنے اور ٹھیک تولنے کی خاص شہرت تھی۔

اُن کے بعد عبداللہ بن رواحہ علم دار ہوں یہ سب روانہ ہوکر معان تک پہنچے وہاں پر سُنا کہ ہرقل نے ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ عربوں کے ساتھ اُن پر فوج کشی کی ہے اور سرزمین بلقان میں اُترا ہوا ہے مسلمان دو رات معان میں مقیم رہے اور سوچتے رہے کہ کیا کریں سب نے متفق ہوکر قرار دیا کہ ایک خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں اور آنکے حکم کے آنیکا انتظار کریں لیکن عبداللہ ابن رواحہ نے کہا دلکو قوی کرکے اُٹھ کھڑے ہو جس چیز سے ڈرتے ہو خدا کی قسم وہ وہی چیز ہے کہ جسکی طلب میں بہ ذوقِ شہادت گھر سے نکلے ہو اور ہم جماعت کثیر اور اپنی قوت کے بھروسہ پر دشمن سے نہیں لڑتے بلکہ ہمارا لشکر اور ہماری قوت ہمارا دین مبارک ہے اللہ تعالیٰ نے ہمکو اسی کی بدولت فتحمند کیا ہے سب نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو، اور اُسیوقت روانہ ہوگئے، موضع شارف پر جو ایک گاؤں بلقاء کے نواح میں ہے ٹھیرے وہاں اُنکو ہرقل کا لشکر ملا مگر مسلمانوں نے قریہ موتہ کی طرف حملہ کیا اور یہاں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور خوب جنگ ہوئی، زید بن حارثؓ کے ہاتھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تھا اور بڑے جوش و شجاعت کے ساتھ لڑ رہے تھے، یہانتک کہ مخالف لشکر میں جا گھسے اور شہید ہوگئے اُن کے شہید ہوتے ہی جعفر ابن ابی طالب[۱] نے علم لیا رجز خوانی کرتے ہوئے لڑنے لگے حتیٰ کہ اُن کا گھوڑا زخمی ہوگیا اور وہ پاپیادہ ہوگئے بالآخر یہ بھی شہید ہوگئے۔ اِن کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے اس علم کو لیا اور گھوڑے کو چھوڑ کر

[۱] اس لڑائی میں جب حضرت جعفرؓ پر ہر طرف سے وار شروع ہوئے تو پہلے اُنکا ایک بازو کٹ گیا۔ اور پھر دوسرا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اِن کی شہادت کا بہت رنج ہوا اور آنسو نکل پڑے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکو دو بازو عطا کئے ہیں جنسے وہ جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اسلئے اُنکو طیار (اُڑنیوالا) اور ذوالجناحین بھی (دو بازو والا) کہتے ہیں ۱۲

پیادہ پا جنگ شروع کی یہانتک کہ وہ بھی شہید ہو گئے اُن کی شہادت کے بعد مسلمان پریشان ہونے لگے۔ اُسوقت ثابت بن ارقم انصاری نے علم کو ہاتھ میں لیکر کہا اے گروہ مسلمانان تم اپنے میں سے ایک شخص کی سرداری قبول کر لو۔ سب نے کہا کہ تمہارے سردار ہونے پر ہم سب راضی ہیں انہوں نے کہا کہ میں اس کام کے قابل نہیں ہوں خالد ابن ولید موزوں ہیں سب نے اتفاق کیا۔ خالدؓ علم لیکر نہایت جانبازی سے لڑے اور دشمنوں کو پسپا کیا اور اور پھر لشکر اسلام مدینہ واپس آیا۔

فتح مکہ اسی سال حدیبیہ کی صلح بھی ٹوٹ گئی اور شہر مکہ فتح کیا گیا۔ اسکا سبب تھا کہ بنی بکر نے جو قریش کے حلیف تھے بنی خزاعہ پر جنہوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ عہد پیمان کیا تھا چڑھائی کردی۔ ان کے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور اس کام میں قریش کے ایک گروہ نے بھی بنی بکر کی مدد کی اسلئے جو معاہدہ قریش اور مسلمانوں کے مابین ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا۔

ابو سفیان مدینہ میں اس غرض سے آیا کہ اُس عہد کو تازہ کرے جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ اور اپنی لڑکی ام حبیبہؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ) کے مکان پر قیام کیا اور آپکی خدمت میں حاضر ہو کر اُسکے متعلق گفتگو شروع کی۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے، پھر وہ اصحاب کبار کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے بھی کچھ جواب نہیں دیا مجبوراً مکہ کو لوٹ آیا اور قریش سے اپنی سرگذشت بیان کی اُدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کا سامان درست کیا اور مہاجرین و انصار اور چند گروہ عرب کو ہمراہ لے کر جنکی تعداد دس ہزار تھی دسویں رمضان ۸ھ کو مدینہ سے کوچ کیا جب مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر سوار تھے اور آگے آگے جارہے تھے انہوں نے ابو سفیان اور حکیم ابن

حرام کی آوازیں سنیں جو تجسس میں نکلے تھے۔ عباسؓ نے کہا اے ابو حنظلہ (ابو سفیان) نے کہا لبیک (حاضر) میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہاری کیا حالت ہے عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اُس نے کہا مجھکو کیا حکم دیتے ہو، عباسؓ نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ۔ آنحضرتؐ سے تیرے لئے امان چاہونگا۔ پھر ابو سفیان کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھالیا۔ اور آنحضرت صلعم کے پاس لے آئے اور اُس کے حق میں سفارش کی۔ آپنے فرمایا کہ ابو سفیان کیا ابھی تک بھی تو یہ نہیں سمجھا کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ کہا ہاں جانتا ہوں، اے رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اگر خدا کے ساتھ دوسرا خدا شریک ہوتا تو ہمارے کام آتا۔ آپنے فرمایا شرم کی بات ہے کہ ابھی تک تو نے یہ نہ جانا کہ میں اُسی خدا کا رسول ہوں، کہا ہاں اس امر کی نسبت ایک بات میرے دلمیں ہے، پھر اسلام قبول کیا، کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا کہ جو کوئی ابو سفیانؓ[ا] کے گھر اور خانہ کعبہ میں داخل ہو گا وہ پناہ پاویگا جو شخص دروازہ اپنا بند رکھے گا وہ بھی امن میں رہیگا۔ پھر عباسؓ سے فرمایا کہ ابو سفیانؓ کو دامن کوہ کے تنگ گوشہ میں بٹھاؤ کہ جہاں سے خدا کا لشکر اُس کے سامنے سے گذرے اور وہ اُسکو دیکھے، عباسؓ نے لیجا کر اُسی جگہ بٹھا دیا، پھر سامنے سے بنی غفار کے چار سو اور قبیلہ مزینہ کے چودہ[۱۴] سو آدمیوں کا گروہ اور اسیطرح قبیلہ تمیم اور قیس واسد کا ایک گروہ علم اونچے کئے ہوئے بلند آواز سے تکبیر و تہلیل[۲] کرتا ہوا گذرا یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بھی گذری آپ لشکر نیلگوں کے بیچ میں تھے اور یہ لشکر بہادران مہاجرین و انصار کا تھا۔

[ا] ابو سفیان مکہ میں بڑا سردار تھا اور فخر و امتیاز کو بہت پسند کرتا تھا، عباسؓ کی سفارش پر آنحضرتؐ نے اُسکو اتنی بڑی عزت عطا کی کہ اُسکے گھر کو جائے پناہ قرار دیا[۲]۔ تکبیر اللہ اکبر اور تہلیل لا الہ الا اللہ کہنے کو کہتے ہیں۔

جو لوہے میں غرق نظر آتا تھا۔ ابو سفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں عباسؓ نے کہا رسول اللہ مہاجرین و انصار کے ساتھ ہیں، ابو سفیان نے کہا کہ تمہارے بھتیجے کو بڑی بادشاہی ملی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ کیا کہتے ہو، یہ بادشاہی نہیں ہے، دبدبۂ پیغمبری ہے۔ پھر ابو سفیان حکیم بن حزام کے ساتھ مکہ آیا اور اُس نے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر با آواز بلند کہا "اے گروہ قریش اب محمدؐ تمہارے لئے ایسا لشکر لاتے ہیں کہ جس کا تم کچھ علاج نہیں کرتے اُنہوں نے کہا پھر کیا کریں۔ ابو سفیان نے کہا جو شخص میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں داخل ہوگا یا جو اپنا دروازہ بند رکھیگا پناہ پاوے گا، اور پھر با آواز بلند کہا اے گروہ قریش اسلام قبول کرو اور چھٹکارا حاصل کرو، اس بات کے کہنے پر اُسکی بیوی ہندہ سامنے آئی اور اُسکی ڈاڑھی پکڑ کر کہنے لگی، اے اولاد غالب[۱] اس بڈھے احمق کی گردن اڑاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور سعد بن عبادہ کو بھیجا تاکہ مکہ میں داخل ہوں۔ سعدؓ نے کہا کہ آج ہم کعبہ کو حرم نہیں رکھیں گے مہاجرین میں سے ایک شخص نے اس بات کو سُن لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا آپ نے علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا کہ سعدؓ سے ملو اور جھنڈا اُن سے لیلو اور مکہ میں تم خود داخل ہو، اور خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ مکہ کے نشیب سے داخل ہوں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوے تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا، اُسوقت سُرخ چادر سر مبارک پر بندھی ہوئی تھی اس فتح کا وہاں پر سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر آگے بڑھے اور نشیب سے مکہ کے بلند حصہ پر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کے لئے راوٹی نصب کی گئی۔

[۱] اولاد غالب ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۲

عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ نے موضع خندمہ میں ایک بڑی جماعت اکٹھی کر لی تھی جس میں کچھ اوباش تھے اور کچھ بنی بکر اور بنی حارث کے آدمی اُن کے ساتھ مل گئے تھے۔ اُنہوں نے خالدؓ کے اوپر خوب تیر برسائے اور اُن کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ خالدؓ بھی تلوار کھینچکر اُن میں گھس گئے تین مسلمانوں کو شہادت حاصل ہوئی، چند مشرک قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے اور بالآخر مسلمان مکہ میں داخل ہو گئے۔ اسوقت مشرک عورتیں بال کھول کر راستے میں کھڑی ہو گئیں اور اپنی چادریں مسلمان فوج کے گھوڑوں کے مُنہ پر مارنے لگیں (تاکہ گھوڑے بھڑک اُٹھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کو دیکھکر تبسم فرمایا جب آپ مکہ میں تشریف لائے ہیں تو سرِ مبارک پر سیاہ عمامہ تھا کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آپنے یوں فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَلَا اَنَّ کُلَّ دَمٍ اَوْ مَاثَرَۃٍ اَوْ مَالٍ یدعی الجاھلیۃ فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ الکعبۃ وسقایۃ الحاج، ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اکیلا ہے وہ کوئی اسکا شریک نہیں ہے۔ آگاہ رہو جو طرزِ عمل یا مال یا خون جسکا زمانہ جاہلیت میں مطالبہ کیا جاتا تھا میرے اِن دونوں قدموں کے نیچے ہے لیکن مجاورت کعبہ اور زائرین کو آبِ زمزم پلانے کا انتظام ؟

پھر آپ نے فرمایا "اے گروہ قریش تم جانتے ہو کہ ہم تمہارے ساتھ کیا کریں گے" اُنہوں نے کہا کہ نیکی کے سوا کچھ نہیں کروگے، تم مہربان اور مہربان بھائی کے بیٹے ہو، آپنے فرمایا جاؤ میں نے تمکو آزاد کیا، اِسکے بعد سات مرتبہ طواف کر کے خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں نماز پڑھی۔

کعبہ میں تین سو سات بُت تھے جو پیغمبروں اور بزرگوں کے نام پر تراشے گئے

تھے۔ آپکے حکم سے باہر پھینکدیئے گئے اور اُنکی طرف اشارہ کرکے آپنے فرمایا
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ہ ترجمہ کہدو کہ دینِ
دینِ حق آیا اور (دین) باطل نیست و نابود ہوا اور (دین) باطل تو نیست و نابود ہونیوالا ہی تھا۔
پھر صفا پہ بیعت کے لئے تشریف لے گئے عمرؓ ابن الخطاب ہمراہ تھے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لیکن کسی قدر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔
اور اس بات پر بیعت لیتے تھے کہ خدا اور اُس کے رسول کا حکم سُنو اور
قبول کرو۔ جب مردوں کی بیعت ختم ہوئی تو عورتوں کی بیعت کی نوبت
آئی اُن میں ہندہ بنتِ عتبہ (ابوسفیان کی بیوی) بھی موجود تھی آنحضرت صلعم
نے اُس سے فرمایا کہ اس بات پر بیعت کرو کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک
نہ جانیں گے، اُس نے کہا کہ ہمارے اُوپر مردوں سے ایک چیز زیادہ کرتے
ہو، پھر آپنے فرمایا کہ بدکاری سے بچو، ہندہ نے کہا کیا کوئی شریف (حرہ)
ایسا کرسکتی ہے، پھر آپنے فرمایا اپنی اولاد کو قتل نہ کیا کرو ہندہ نے کہا بچپنے
میں تو ہم نے اُن کو پالا اور پرورش کیا اور جب بڑے ہوگئے تو بدر کبریٰ کے
دن آپنے مار ڈالا پس آپ جانیں اور وہ جانیں، پھر آپنے فرمایا کسی پر تہمت
مت باندھو، ہندہ نے کہا قسم خدا کی یہ بُری عادت ہے اور آپ اچھی عادت
اور اچھے کاموں کے سوا ہمکو کچھ نہیں سکھاتے پھر آپ نے فرمایا نیک کام میں
ہمارے حکم سے مت پھرو، ہندہ نے کہا اگر آپ کی نافرمانی منظور
ہوتی تو اس جگہ نہ آتے، اسکے بعد آپ نے عمرؓ ابن الخطاب کو حکم دیا۔ اور
اُنہوں نے آپ کے حکم کے موافق عورتوں سے بیعت لی اور توبہ کرائی۔
جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو
فرمایا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھکر اذان دو، اُسوقت قریش پہاڑ کی چوٹی پر

پڑھتے تھے کچھ لوگ اُن میں سے اسلام لائے تھے اور کچھ پناہ چاہتے تھے، جب اذان میں حضرت بلالؓ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه پر پہنچے تو جویریہ دختر ابوجہل نے کہا کہ خدا نے میرے باپ پر احسان کیا کہ آج بلالؓ کی آواز کعبہ کی چھت پر نہ سُنی، حرث بن ہشام نے کہا کاش کہ میں آج کے دن مُردہ ہوتا، اور بھی کچھ لوگوں نے ایسی ہی باتیں کہیں مگر کچھ زمانہ گذرا کہ ان سب نے اسلام قبول کیا اور پکے مسلمان ہو گئے۔

غزوہ حنین اسی سال ماہ شوال میں حنین میں (جو درمیان مکّہ اور طائف کے ایک جنگل ہے) قبیلہ ہوازن کے ساتھ جنگ ہوئی اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ مکّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے فتح عطا کی تو کہنے لگے کہ کچھ بعید نہیں کہ اب ہماری طرف قصد کریں پس یہ بہتر ہے کہ ہم ہی پیشقدمی کردیں چنانچہ مالک بن عوف کی سرداری میں تمام ہوازن جمع ہوئے اور ثقیف بھی اُن کے ساتھ شریک ہو گئے جنکا سردار خارب بن الاسود تھا، مالک نے تجسس کیلئے اپنے آدمیوں کو بھیجا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کو سُنا تو آپ بھی معہ اُن دو ہزار آدمیوں کے جو فتح مکّہ میں مسلمان ہوئے تھے اور دس ہزار اصحاب کے مکّہ سے روانہ ہوئے مسلمانوں نے اپنی جمعیت کو دیکھکر کہا کہ آج ہم لوگ مغلوب نہیں ہو سکتے" چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (اور خاصکر حنین کی لڑائی کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تمکو مغرور کردیا تھا (کہ ہم بہت ہیں) تو وہ (کثرت) تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور (اتنی بڑی) زمین باوجود وسعت لگی تمپر تنگی کرنے"

مسلمان حنین کے قریب پہنچے اور ایسے جنگل میں اُترے جو پیچ در پیچ تھا

اور کثرت سے اسمیں کھوئیں تھیں، یہ لشکر صبح کی تاریکی میں وہاں پہنچا تھا۔
دشمن پہلے سے آکر تنگ و پوشیدہ مقامات میں گھات میں بیٹھے تھے مسلمانوں
کے پہنچتے ہی اچانک وہ جھپٹے اور ایکبارگی انپر حملہ کردیا۔ اور ایسی شکست دی
کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھی طرف
رُخ کیا اور مہاجرین و انصار کے کچھ آدمی جن میں علیؓ، ابوبکرؓ اور عباسؓ بھی تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے، آپ نے فرمایا "اے لوگو! یہاں
آؤ میں پیغمبر خدا ابن عبداللہ ہوں، عباس رضؓ حضور کے خچر کی لگام پکڑے
ہوئے تھے اور وہ تنومند و بلند آواز تھے۔ اُن سے آپ نے فرمایا کہ "تم
آواز دو"، اُنہوں نے پکارا اے گروہ انصار اور اے اصحاب السمرہ (یعنی بیعت
رضواں والے) سب نے کہا لبیک لبیک! اور ہر شخص نے اپنے اونٹ کو
لوٹایا اور اگر کسی کو لوٹانے میں دقت ہوئی تو وہ اپنے اسلحہ لیکر اونٹ سے کود پڑا
اور آواز کی طرف دوڑا یہانتک کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایکسو
آدمی جمع ہو گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سبکو ساتھ لیکر دشمن کی
طرف بڑھے جب لڑائی کی آگ پورے زور شور سے مشتعل ہوئی تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب الآن حمی الوطیس
(یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، ہوشیار ہوجاؤ کہ اب تنور گرم ہوگیا)
پھر آپ نے ایک مٹھی خاک اُٹھائی اور مشرکین کی طرف پھینک کر ماری اُنکو
شکست ہوگئی، چنانچہ قرآن مجید میں اسی طرف اشارہ ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی[1]۔ اور نہیں پھینکا تو نے بلکہ اللہ نے پھینکا۔

---

[1] اصل میں یہ ایک معجزہ تھا جسمیں مسلمانوں کو اُنکی لغزش پر تنبیہ اور آں حضرت کے مؤید من اللہ ہونیکی تصدیق مقصود تھی مسلمانوں کو کثرت فوج پر بھروسہ تھا جس کا نتیجہ شکست کی صورت میں نکلا اور پھر ایک مٹھی خاک سے ایسی قوی جماعت کو جو ہزاروں مسلمانوں پر غالب آگئی پراگندہ کردیا۔

آپکا ایک عورت کے لاشے پر گزر ہوا تو پوچھا کہ اسکو کس نے مار ڈالا لوگوں نے عرض کیا کہ خالدؓ بن ولید نے آپنے ایک آدمی سے فرمایا کہ خالدؓ سے جاکر یہ کہدو کہ رسول اللہ نے عورت اور بچے اور مزدور کے قتل سے منع کیا ہے۔ اس لڑائی میں مسلمانونکو غنیمت کا مال اور قیدیونکی کثیر تعداد ہاتھ آئی، قیدیوں میں شماد حارث کی لڑکی جو پیغمبر خدا کی رضاعی بہن تھی سامنے آئی اور اپنا پتہ بیان کیا حضور نے اسکو پہچانا اور اپنی چادر اسکے لئے زمین پر بچھادی اور جو اُسنے طلب کیا وہ دیا اور پھر اُسکو اُسکے گھر پہنچادیا۔ بعدازاں ہوازن کے ایلچی آئے اور عرض کیا "اے رسول اللہ جو کچھ ہمپر گذرا آپ پر ظاہر ہے آپ ہمارے اوپر مہربانی فرمائیگا۔ اور قبیلہ بنی سعد والوں میں سے جو آپکے ساتھ رضاعت کا رشتہ رکھتے تھے، زہیر آیا۔ اور عرض کیا، "اے پیغمبر خدا ان قیدیوں میں سے آپ کی رضاعی پھوپی اور خالہ اور وہ عورتیں جن کی گود میں آپ نے پرورش پائی ہے آئی ہیں۔ ہم اگر نعمان[۱] بن المنذر کی ایسی خدمت کرتے تو اُن سے ہمکو مہربانی کی امید ہوتی اور آپ تو اُن سے بہتر ہیں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں ہمارے اور عبدالمطلب کی اولاد کے حصہ میں آویں وہ ہمنے تمکو بخشیں اور جس وقت ہم نماز کے واسطے جمع ہوں اُسوقت تم یوں کہنا کہ عورتوں اور بچوں کے حق میں رسول اللہ کو مسلمانوں کے پاس اور مسلمانونکو رسول اللہ کے پاس شفاعت کے لئے لائے ہیں۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ ہمارا اور عبدالمطلب کی اولاد کا ہے وہ ہم نے تمکو بخشا، مہاجرین اور انصار نے کہا کہ جو ہمارے حصہ میں آویں اُن کو ہم نے

[۱] نعمان بن المنذر ایک بادشاہ تھا

رسول اللہ کے حوالہ کیا، غرض اسطرح تمام قیدیوں نے جنکی تعداد چھ ہزار تھی رہائی پائی اسکے بعد مال غنیمت کو سب خاندانوں پر تقسیم کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت قریش اور دیگر قبائل کو دیدیا اور انصار کو اُس میں سے کچھ نہ پہنچا تو اُن کے دلوں کو بہت رنج و ملال ہوا یہانتک کہ اُن میں سے ایک آدمی بول اُٹھا کہ اب تو پیغمبر خدا مال غنیمت اپنے ہی لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن عبادہ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو حاضر کرے جب یہ لوگ آ گئے تو آپنے فرمایا کہ "جو کچھ تم نے کہا مجھے معلوم ہو گیا۔ لیکن خدا نے تمکو گمراہی سے ہدایت پر، افلاس سے دولتمندی پر، اور دشمنی سے محبت کے درجہ پر میرے ذریعہ سے نہیں پہنچایا۔ انہوں نے عرض کیا اے رسول اللہ آپنے سچ فرمایا۔ حضور نے فرمایا صاف جواب کیوں نہیں دیتے، کہا آپ سے کیا عرض کریں، آپنے فرمایا اگر تم چاہتے تو یہ کہہ سکتے تھے اور میں تمہاری تصدیق کرتا۔ سب نے تمکو جھوٹا کیا اور ہمنے تصدیق کی اور سب نے تمکو ذلیل کیا اور ہمنے امداد کی، تم محتاج ویسے تو آئے تھے ہم نے تم کو ساز و سامان دیا، اے گروہ انصار! کیا تم اس بات پر رنجیدہ ہو گئے کہ میں نے مٹھی بھر سونا ایک قوم کے قلوب کی تالیف کیلئے دیدیا۔ تم اسپر خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ ساتھ لیکر جائیں اور تم رسول اللہ کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ، خدا کی قسم اگر سب لوگ ایک راستہ پر چلیں اور انصار دوسرے راستہ پر تو میں انصار کی راہ کو پسند کرونگا۔

اس تقریر کو سنکر سب بے قرار ہو گئے اور اس قدر روئے کہ انکی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تقسیم کی ہم اُسپر راضی ہیں۔

غزوہ تبوک ۹ھ نویں برس جنگ تبوک واقع ہوئی اُسکی صورت یہ ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ خبر سُنی کہ ہرقل بادشاہ روم مع عرب متنصرہ (عرب کے وہ لوگ جو نصرانی ہوگئے تھے) کے میرے ساتھ جنگ کا قصد رکھتا ہے تو آپ نے بھی جنگ کی تیاری کا سامان کیا اُسوقت گرمی کی شدت تھی اور قحط سالی کی وجہ سے لوگ تنگ دست تھے۔ آپنے فرمایا کہ خدا کی راہ میں جس شخص سے جسقدر ممکن ہو وہ پیش کرے، صدیق رضؓ نے جو کچھ لونڈی غلام سونا چاندی رکھتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹ اور ہزار دینار پیش کیے اور اسی طرح اور لوگوں نے بھی پیش کش کیا یہانتک کہ لڑائی کا سب سامان درست ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک تشریف لیگئے، یوحنا "ایلہ" کا والی تھا اس نے حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کیا اور ایسا ہی حربا والوں نے بھی کیا، اور اوزرح والوں نے بھی سو دینار سالانہ دینے پر صلح کی پیغمبر خدا نے دس[۱] روز تک تبوک میں قیام فرمایا۔ مگر رومی مقابلہ کو نہیں آئے اسلئے آپ مدینہ واپس تشریف لے گئے۔

وفود[۲] عرب دسویں سال ہرطرف سے عرب کے ایلچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور لوگ جوق جوق اسلام قبول کرتے تھے، جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ جب آئی اللہ کی مدد اور فتح دیکھا تُونے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں بیچ دین اللہ کے فوج فوج۔ چنانچہ بنی اسد، بنی تمیم، زبید اور بنی فزارہ وغیرہ کے ایلچی حاضر ہوئے اور حمیر کے بادشاہوں نے بذریعہ تحریر کے اسلام قبول کیا۔ اس سال میں آنحضرت صلعم نے علی ابن ابی طالب کی سرکردگی میں ایک وفد یمن کو روانہ فرمایا، ہمدان والوں نے جب حضور کے خط کا مضمون سُنا تو سب نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کیا اور پھر یمن کے بہت سے گروہوں نے اسلام قبول

[۱] حکمران [۲] وفد منتخبہ آدمیوں کی اس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی خاص غرض کیلئے کسی کے پاس بھیجی جائے، وفد کی جمع وفود ۱۲-

کرلیا اور اسی سال ذیقعدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور حج و قربانی کی اور ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا۔

وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع[1] سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں قیام فرمایا جب دسواں سال ختم ہوا اور گیارہویں سال کا آغاز ہوا تو اواخر صفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور دم بدم آپکی بیماری میں ترقی ہوتی جاتی تھی ایک روز فضلؓ بن عباس اور علیؓ ابن ابی طالب رضؓ کے سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور مسجد میں جا کر ممبر پر رونق افروز ہو اللہ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا "اے لوگو! اگر کسی کی پشت پر میں نے تازیانہ مارا ہو تو اسکے لئے اسوقت میری پشت موجود ہے اور اگر کسی کو گالی دیکر پکارا ہو تو وہ اسوقت مجکو گالی دیکر پکارے اور اگر میں نے کسی کے مال میں سے کچھ لیا ہو تو وہ میرے مال میں سے لے، اور اس بات کا کچھ خوف نہ کرے کہ میرے دلمیں کینہ پیدا ہو گا"

ایک شخص نے کہا آپ پر میرے تین درم قرض ہیں۔ آنحضرت نے اسکو ادا کر دیئے۔ اسکے بعد حضور نے اصحاب اُحد کیواسطے دعائے مغفرت مانگی۔ اور مسلمانوں کو انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیّت فرمائی۔

جب بیماری نے زیادہ ترقی کی تو اُسوقت فرمایا کہ "دوات اور کاغذ لاؤ تا کہ میں تمہارے واسطے کچھ لکھدوں کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ" لوگوں نے بار بار دریافت کرنے اور بحث و مباحثہ کرنے سے حضور کو پریشان کر دیا تھا آپنے فرمایا کہ "مجکو میری حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ میں جس عالم میں ہوں وہ اس عالم سے بہتر ہے جسکی

[1] آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری حج تھا۔ اسی لئے اسکا نام حجۃ الوداع ہو گیا ہے ۱۲

طرف تم مجھکو بُلاتے ہو'' اور وصیت فرمائی کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالدینا اور سفیروں کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرنا جیسا میں کرتا تھا۔

جب بیماری کی شدت ہوئی تو بلال رضؓ نے امامت نماز کیلئے دریافت کیا تو فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں، ابو بکرؓ نے بعضوں کے نزدیک تیرہ نمازوں میں اور بعضوں کے نزدیک تین دن تک امامت کی جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اُس روز آپ صبح کی نماز میں تشریف لائے تھے اور آپ کے دیدار سے لوگونکی ایسی حالت ہوگئی تھی کہ نماز میں بھی اُن سے ضبط نہ ہوسکا حضور نے اُنکی طرف دیکھکر تبسم فرمایا۔ نزع کے وقت شدت تکلیف کی وجہ سے ہاتھ میں پانی لیکر بار بار چہرۂ انور پر ڈالتے تھے اور یوں فرماتے تھے ''بل الرفیق الاعلےٰ''

بارہویں ربیع الاول سنہ ۱۱ھ روز دوشنبہ کو حضور نے (ترسیٹھ سال کی عمر میں) اس دُنیا سے رحلت فرمائی!! علیؓ اور عباس اور عباسؓ کے دونو لڑکے (فضلؓ اور قثمؓ) واسامتہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آپکو غسل دیا۔ اور کفن میں تین کپڑے دیئے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جہاں آپنے وفات پائی دوسرے دن دوپہر سے پہلے دفن کیے گئے۔

منشی وعمال | علیؓ اور عثمانؓ بن ولید خالدؓ بن سعید ابان بن سعید علاءؓ بن الحضرمی ابی ابن کعب زید بن ثابت معاویہ بن ابی سفیان خنظلۃ الاسیدے آپکے منشی تھے،،

ضنعا میں ابوامیۃؓ بن المغیر حضرموت میں، زیاد بن لبیۃ الانصاری تھے میں، عدیؓ بن حاتم الطائی خنظلہ میں، اسدؓ و مالکؓ بن نویرہ بحرین میں علاءؓ بن الحضرمی وزبیدؓ اور مذحج میں، خالد بن سعیدؓ عامل صدقات (صدقہ وصول کرنیوالے تھے)

سلاح مبارک | آپ کے پاس حسب ذیل اسلحہ تھے:-

ذو الفقار جو بدر کے دن بطور غنیمت آئی تھی اور تین اور تلواریں تھیں جو بنی قینقاع کی غنیمت میں ملی تھیں جنمیں سے ایک سیف قلعی تھی۔ ایک تبار ایک خنف تھی اور تین نیزے تھے۔ تین زرہیں تھیں، جنکے نام سعدیہ خضہ ذات الفضول تھے، تین قسی (کمانین) تھیں جو روحا بیضا صفرا سے موسوم تھیں،

شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و باطن میں سب لوگوں سے بہتر تھے آپ میں صبر، بُردباری، درگذر، فروتنی، شرم، مروت، مہربانی، متانت، حسن ادب، جوانمردی، دلیری، اور دیگر صفات حسنہ اسقدر جمع تھیں کہ کسی ایک شخص میں نہ جمع ہوئیں اور نہ ہوں، آپکا بدن مبارک ہمیشہ پاک وصاف رہتا تھا اور آپ صاف ستھرے کپڑے پہنا کرتے تھے، فصیح زبان و تیز ہوش میانہ رو اور خوش خو تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی مگر کبھی آپ نے مجھ سے اُف تک نہ فرمایا۔ اور نہ فرمایا کہ فلان کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہ کیا۔

ایک روز ایک اعرابی نے آنحضرت صلعم کی پشت مبارک سے چادر کو اس طرح کھینچا کہ اُسکے حاشیہ کا نشان گردن مبارک پر پڑ گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعرابی کے سینہ کی طرف مُڑ گئے۔ اُس نے عرض کیا "اے محمدؐ! جو مال تمکو تمہارے خدا نے دیا ہے اُس میں سے کچھ مجھکو بھی عطا کرو" آپ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور اُسکو کچھ دینے کا اشارہ فرمایا۔

اہل مدینہ کی کنیز دنمیں سے ایک کنیز تھی (جو ضعیف العمر تھی) اکثر آپ اُسکے بازار کا کام کر دیتے اور وہ آپ کو جہاں چاہتی لیجاتی، جنگ اُحد میں جب آپ

زخمی ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ مشرکین کیلئے بددعا کیجئے آپ نے فرمایا "خدا نے مجکو بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا" اور فرمایا

اے خدا میری قوم واقف نہیں ہے اسکو راہ راست پر لا"

آپنے اپنے ہاتھ سے کبھی کسیکو نہیں مارا حتی کہ خادمہ تک کو اپنے ہاتھ سے رنج نہیں پہنچایا اور جو تکلیف آپکو پہونچتی اس کا عوض کبھی نہ لیتے، جہاد کے سوا کسی وقت آپنے کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپکو دیا، اور اُس نے اقرار بھی کیا مگر آپ نے معاف کر دیا۔

تنعم والوں نے آپکے قتل پر کمر باندھی تھی جب وہ گرفتار ہو کر آئے تو انکو رہا کر دیا۔

آپ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اُسوقت تک اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے جب تک کہ وہ خود نہ کھینچتا اور کبھی کسی نے آپکو نہیں دیکھا کہ آپ اپنے ہم جلیس سے پہلے اُٹھے ہوں آپ اکثر خموش رہتے لوگوں نے کہا ہے کہ آپ کو کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا تھی جب کسی چیز کو آپ پسند نہ کرتے تو لوگ آپکے چہرۂ مبارک سے جان لیتے کثرت شرم سے آپ کسی کے چہرہ پر نظر جما کر نہیں دیکھتے تھے اور کسی کو ایسے الفاظ کیساتھ مخاطب نہیں کرتے جو اسکو پسند نہ ہوں، بدی کا بدی کے ساتھ بدلہ نہ کرتے بلکہ درگذر اور معاف کر دیتے اُن سخت موقعوں میں کہ جنمیں بہادروں کے قدم اُکھڑ گئے آپ اپنی جگہ پر قائم اور ثابت قدم رہے۔ نرم گفتار، نیک عادت، اور خلیق و دلجو تھے، لوگوں کے ساتھ تالیف قلوب کے ساتھ پیش آتے اور ہر قوم کے بزرگوں کی تعظیم کرتے اور سب کے ساتھ بیٹھتے جو جس کے لائق ہوتا اُسکے موافق برتاؤ کرتے۔ مانگنے والوں کی حاجت پوری کرتے اور اگر پوری نہ کر سکتے تو شیریں کلامی سے دریغ نہ فرماتے جو کوئی آپکو پکارتا آپ لبیک (حاضر) فرماتے اپنے دوستوں سے ملتے اور ہمکلام ہوتے اور اُن کے بچوں کو کھلاتے اور اپنی گود میں انکو بٹھاتے

ہر آزاد و غلام اور کنیز و مسکین کی دعوت قبول فرما لیتے اور اپنے نوکر کے ساتھ طعام تناول فرماتے اور عیادت کیلئے مدینہ میں بہت دور دور تک تشریف لیجاتے عذر کرنے والوں کا عذر قبول فرماتے اور اپنے دوستوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ کرنے میں سبقت کرتے اور جو کوئی آپکے پاس آتا اسکی عزت کرتے اور کبھی اس کے لئے چادر بچھاتے اور اپنا تکیہ اسکے لئے بڑھا دیتے اور دوستونکو بہترین نام اور کنیت سے یاد فرماتے اور کسی بات کو قطع نہ کرتے تھے آپ سب لوگوں سے زیادہ خوش خلق اور ہنسمکھ تھے، جب آپکی رضاعی بہن شیما کو لوگ لائے تو آپ نے اسکے لئے چادر بچھائی اور جب آپکا رضاعی بھائی آیا تو اسکی تعظیم کے لئے اٹھے اور اسکو اپنے پاس بٹھایا اور ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کو جس نے سب سے پہلے آپ کو دودھ پلایا تھا ہمیشہ زر نقد اور کپڑا بھیجتے جب وہ مرگئی تو اسکے اقربا کا حال دریافت کیا مگر انمیں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ ہر شخص کے ساتھ تواضع سے پیش آنیکو پسند فرماتے تھے۔ ایک روز اپنے دوستونکے ساتھ تشریف لیگئے۔ سب تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے آپنے فرمایا عجمیوں کی طرح کھڑا نہ ہونا چاہیئے، آپ فرماتے تھے۔ میری حیثیت سے زیادہ میری تعریف نہ کرو، جیسے نصاریٰ مریم کے بیٹے کی تعریف کیا کرتے ہیں، میں ایک بندہ ہوں اسلئے مجکو عبداللہ اور رسول اللہ کہا کرو اور فرماتے تھے کہ مجکو دوسرے پیغمبروں کے اوپر فضیلت مت دو۔

ایک روز بازار تشریف لیگئے اور ایک پیرہن خرید کیا اور بیچنے والے نے اپنی جگہ سے اٹھکر آپکے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپنے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ عجم والے اپنے بادشاہوں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں اور میں تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں یعنی تمہاری برابر ہوں جب بنی عامر کے وفد نے کہا آپ ہمارے سید ہیں تو فرمایا "سید خدا ہے،، آپ کی مجلس نہایت مہذب ہوتی تھی اسمیں نہ کوئی زور سے بات کرتا تھا نہ کوئی کسی کی برائی کرتا۔

اور جب آپ کلام کرتے تو تمام اہل جلسہ ادب کے ساتھ نیچا سر کیئے ہوئے سنتے اور جب کسی قوم کے ہاں تشریف لیجاتے تو مجلس کے آخر میں بیٹھتے اور ہر وقت نظر نیچی رکھتے اور آپکا دیکھنا اس سے زیادہ نہ تھا کہ ایک نظر دیکھ لیتے۔ اکثر خاموش رہتے اور جب کلام کرتے تو ایک ایک بات جُدا ہوتی۔ کوتاہی اور فضول گوئی نہیں ہوتی تھی آپ نہایت سہولت اور آہستگی سے باتیں کرتے اگر کوئی چاہتا تو اُنکے حروف بھی شمار کر لیتا خوشبو کو آپ پسند کرتے اور اکثر استعمال میں لاتے۔ آپ سامان معیشت زیادہ نہیں رکھتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ کبھی تین روز تک متواتر سیر ہو کر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی زیادہ تر آپ کی غذا کھجوریں اور پانی تھی۔ آپ کا بستر چمڑے کا تھا اور اُسمیں کھجور کی چھال بھری رہتی تھی جود و ایثار بہت پسند تھا اور اگلے دن کے لئے آپ کچھ باقی نہیں رکھتے تھے ایک مرتبہ نوّے ۹۰ ہزار درہم آپکے پاس لائے گئے آپ نے اُن کو چٹائی پر رکھکر سب کو تقسیم کر دیا۔

ایک شخص آپکی خدمت میں آیا اور اُس نے کچھ مانگا آپنے فرمایا کہ اس وقت تو نہیں ہے لیکن جب میرے پاس آئیگا تو میں تجھکو دونگا عمرؓ نے عرض کیا کہ "جس چیز کو آپ نہیں کر سکتے اُسکی تکلیف آپکو خدا نے نہیں دی یہ بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی۔ پھر ایک انصاری نے کہا اے رسول اللہ آپ خوب دیجئے اور اس کا خوف نہ کیجئے کہ اللہ روزی تنگ کرے گا۔ یہ سنکر آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے اللہ نے آپ کو جوامع الکلم[1] عطا فرمائے کہ تھوڑی عبارت میں بہت سے معنی بیان فرماتے۔ پس نہایت مناسب ہے کہ اس کتاب کا اختتام آپ کے ان چند اقوال مبارک پر ہو، جو حکمت سے بھرے ہوئے ہونیکے علاوہ فصاحت اور بلاغت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔

[1] جوامع الکلم ان جملوں کو کہتے ہیں جو الفاظ میں کم ہوں اور معنی و مطلب کے لحاظ سے وسیع ہوں۔

جَوَامِعُ الکَلِم

(۱) الاعمال بالنیات (۲) الناس معادن (۳) ما ھلک امرءٌ عرف قدرہ (۴) المستشار مؤتمن (۵) المرء مع الخیار ما لم یتکلم (۶) لا خیر فی صحبۃ من لا یری لک ما تری لہ (۷) رحم اللہ عبداً قال خیراً فغنم او سکت فسلم (۸) ذو الوجہین لا یکون عند اللہ وجیہاً (۹) الناس کاسنان المشط (۱۰) المرء مع من احب (۱۱) المسلمون تتکافؤ دماءھم (۱۲) الید العلیا خیر من الید السفلیٰ (۱۳) خیر الامور اوساطھا (۱۴) لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین (۱۵) السعید من وعظ بغیرہ (۱۶) الوحدۃ خیر من جلیس السوء (۱۷) ایاک وکثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب (۱۸) قل الحق وان کان مراً (۱۹) غضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم (۲۰) اکرمھم عند اللہ اتقاھم (۲۱) حبک الشئ یعمی ویصم (۲۲) لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس (۲۳) المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً (۲۴) خیر العمل ما قل ودام (۲۵) اذا لم تستحی فاصنع ما شئت (۲۶) انزلوا الناس منازلھم (۲۷) المؤمن مرآۃ المؤمن (۲۸) کبرت خیانۃ ان تحدث اخاک حدیثاً ھو لک مصدق بہ وانت کاذب ۰

ترجمہ جوامع الکلم

(۱) اعمال کا مدار نیت پر ہے (۲) انسان کانیں ہیں یعنی جس طرح ایک کان میں سے ایک ہی قسم کے جواہر نکلتے ہیں اُسیطرح ایک گروہ اور قبیلہ میں خاص خاص مذاق اور طبع کے لوگ ہوتے ہیں (۳) جس نے اپنی قدر پہچانی نجات پائی (۴)

مشورت کے لئے معتمد آدمی چاہئے (۵) مرد نہ کہی ہوئی بات پر اختیار رکھتا ہے
(۶) ایسے شخص سے ملنا بیکار ہے کہ جو کچھ تو اُس کے واسطے چاہے وہ تیرے
واسطے نہ چاہے (۷) نیک آدمی وہ ہے جس نے اچھا کام کیا اور فائدہ پہنچایا،
چپ رہا اور رہائی پائی۔ (۸) منافق کی خدا کے سامنے کچھ عزت نہیں ہے (۹)
لوگ کنگھی کے دانتوں کی مانند ہیں (۱۰) مرد اپنے دوست کے ساتھ ہے
(۱۱) مسلمانوں کا خون باہم برابر ہے (۱۲) اُنچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے (۱۳)
اوسط کام سب کاموں سے بہتر ہے (۱۴) مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ
نہیں کاٹا جائیگا (۱۵) نیک بخت دوسرے سے نصیحت پکڑتا ہے (۱۶) بُرے
ہمنشینوں سے تنہائی بہتر ہے، (۱۷) زیادہ نہ ہنسو کہ زیادہ ہنسنا دل کو مُردہ
کر دیتا ہے (۱۸) سچی بات کہہ اگرچہ کڑوی ہو (۱۹) آنکھ زمین پر اور ہاتھ
آستین میں رکھ (۲۰) خدا کے نزدیک وہ زیادہ شریف ہے جو پرہیزگار
زیادہ ہے (۲۱) محبت تجھکو اندھا اور بہرا کرتی ہے (۲۲) جو شخص آدمیوں پر
مہربانی نہیں کرتا خدا اُسپر مہربان نہیں ہوتا۔ (۲۳) مسلمان لوگ مثل
ایک بنیاد کے ہیں کہ اجزا اُنکے ایک دوسرے سے قوت پکڑے ہوئے ہیں
(۲۴) اعمال میں سے بہتر عمل وہ ہے کہ جو اگرچہ تھوڑا ہو لیکن ہمیشہ
ہونیوالا ہو (۲۵) اگر تجھے شرم نہیں ہے تو جو چاہے کر (۲۶) ہر شخص
کی قدر و منزلت کا لحاظ رکھ (۲۷) مسلمان ایک دوسرے کیلئے آئینہ
ہے (۲۸) یہ بڑی خیانت ہے کہ اپنے بھائی سے جھوٹی بات کو اسطرح
بیان کرے کہ وہ اُسکو سچ سمجھے ؛

تمام شد

دیگر تصانیف مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ

سیرۃ النعمان
یعنے

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی سوانحعمری حصہ اول و دوم مولفہ شمس العلما حضرت مولانا شبلی نعمانی مرحوم و مغفور

اس کتاب کے پہلے حصہ میں امام ابو حنیفہ کا نام و نسب و ولادت و سن رشد تعلیم و تربیت. شیوخ حدیث درس و افتاء۔ بقیہ زندگی۔ اور دربار کے تعلقات۔ وفات عام اخلاق و عادات مناظرات و فتاوی، ذہانت۔ طباعی۔ اس قسم کے حالات نہایت تفصیل سے مذکور ہیں، دوسرے حصہ میں اصول اور مسائل سے جو علم کلام اور فن حدیث سے متعلق ہیں تفصیلی بحث ہے اور واقعات و اسناد کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ فن حدیث میں انکا کیا پایہ تھا فن فقہ پر تفصیلی ریویو ہے جسمیں تدوین فقہ کے تاریخی حالات کے ساتھ وہ تمام خصوصیتیں تفصیلاً بیان کی گئی ہیں، جنکی وجہ سے فقہ حنفی کو دیگر ائمہ کے فقہوں پر ترجیح دی ہے خاتمہ میں امام صاحب کے نامور اور ممتاز شاگردوں کے مختصر حالات ہیں یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس مرتبہ سب سے پہلے ایڈیشن سے نقل کراکے نہایت صحیت کے ساتھ طبع ہوئی ہے لکھائی نہایت واضح۔ چھپائی بہت صاف۔ کاغذ سفید اور دبیز قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ علاوہ محصول ڈاک رعایتی قیمت عہ

المامون یعنی نامور فرماں روایان اسلام کا پہلا اور دوسرا حصہ مولفہ شمس العلماء حضرت مولانا شبلی۔ اس کتاب کے دو حصہ ہیں پہلے حصہ میں تمہید ترتیب خلافت، مامون رشید کی ولادت تعلیم و تربیت۔ ولیعہدی۔ تخت نشینی۔ خانہ جنگیاں

فتوحات ملکی اور وفات کے حالات ہیں۔ دوسرے حصہ میں ان مراتب کی تفصیل ہے جس سے اس عہد کے ملکی حالات اور مامون رشید کے تمام اخلاق وعادات کا اندازہ ہو سکتا ہے نیز ان تمام کارناموں کی تفصیل ہے جنکی وجہ سے مامون رشید کا عہد عموماً شاہان اسلام کے عہد سے علمی حیثیت میں ممتاز تسلیم کیا گیا ہے۔ قیمت عہ علاوہ محصول

سفرنامہ روم ومصر وشام مولفہ مولانا شبلی رح جسمیں علاوہ ان جزئی دلچسپ واقعات کے جو سلسلہ بیان میں آ گئے۔ قسطنطنیہ بیروت قاہرہ بیت المقدس وغیرہ کے متعلق واقعات ذیل یعنی شہر کی عام اجمالی حالت قابل دید مقامات۔ مشہور عمارت سررشتہ تعلیم، دار العلوم اور مدارس، بورڈنگ اور طلبار کی تربیت تعلیم نسوان۔ مصنفین اور تصنیفات، کتب خانے، اخبارات اور رسالے مشہور پاشاؤں اور ارباب کمال کی ملاقات، ترکوں اور عربوں کے اخلاق وعادات کو بالتفصیل لکھا ہے۔ آخر میں ان الفاظ مولدہ کی مختصر سی فرہنگ ہے جو آجکل مصر وشام میں مستعمل ہو گئے ہیں اور جنکے نہ جاننے کی وجہ لوگ عربی اخبارات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ رعائتی قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

اورنگ زیب پر ایک نظر۔ مولانا شبلی رح نے مخالفین عالمگیر کے اعتراضات کو نہایت تحقیق اور استدلال سے غلط ثابت کر کے اس جلیل القدر بادشاہ کے محامد اور اوصاف ظاہر کئے ہیں قابل دید ہے۔ قیمت ۸؍ رعایتی ۶؍ علاوہ محصولڈاک

مجموعہ نظم شبلی رح اس کتاب میں مولانا کی وہ تمام نظمیں موجود ہیں جو انہوں نے مختلف جلسوں میں پڑھی ہیں۔ اکثر نظموں میں سیاسی چاشنی بھی ہے آخر میں مولانا مرحوم کے مختصر حالات مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ اور مولوی عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی کے قلم سے نکلے ہوئے قیمت رعایتی ۸؍ علاوہ محصول (منیجر رحمانی پریس دہلی سے منگائیے)

نام کتاب	قیمت
حیات سعدی شیخ شیرازی کے حالات مولوی شبلی نعمانی کے قلم سے۔	عہ
المامون یعنی نامور فرمانروایان اسلام کا پہلا اور دوسرا حصہ کاغذ چکنا ولایتی سفید ضخامت تقریباً ۷۰۰ صفحے۔ قیمت ہر دو حصہ کامل	۸ر عہ
رباعیات عمر خیام فارسی ۷۶۴ باضافہ ترجمہ نظم اردو تاج الکلام ۷۶۴ رباعی ۱۹۲ صفحے مع سوانح عمری عمر خیام ۸۰ صفحے جن میں عمر خیام کا عکسی فوٹو بھی شامل ہے پونے تین سو صفحات کا مع مثل وغیرہ مع محصولڈاک ڈھائی روپیے	۸ر عہ
رباعیات سرمد مرحوم معہ ترجمہ نظم معروف جواہر منظوم فارسی و ترجمہ مجموعی ۳۴۲ رباعیاں ابتدا میں واقعہ قتل و سوانح سرمد شہید بھی مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے درج ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک ایک روپیہ	۱ر عہ
دونوں جلدوں کے خریدار سے مع محصول صرف تین روپے لئے جائیں گے۔	
تاریخ کلیر مع بڑی سوانحعمری	۷ر

نام کتاب	قیمت
حضرت مولانا علی احمد صاحب صابر قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات اور نقشہ جات۔	۸ر
سوانح عمری کلاں۔ وحیات خواجہ سوانح عمری خواجہ غریب نواز کی مکمل سوانح عمری ہے	۱۲ر
الہارون یعنی سوانح عمری خلیفہ ہارون رشید اعظم مع نقشہ سلطنت عباسیہ و منظر دار الخلافہ بغداد۔	۸ر عہ
تاریخ اجمیر اور بڑی سوانح عمری حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز کے مفصل حالات و واقعات اور نقشہ جات۔ قیمت	۱۲ر
محبوب الٰہی۔ یعنی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے حالات زندگی مؤلفہ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے قلم سے	۳ر
فرید بابا۔ یعنی سراج العارفین زبدۃ السالکین حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودہنی کے حالات زندگی	

نام کتاب	قیمت
مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کے قلم سے۔	۰۳ر
حالات سرمد شہید از مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے۔	۳ر
کلام اکبر آبادی	
صد پارۂ دل یعنی تذکرۂ مشاہیر عالم۔ مؤلفہ مولوی عبد الحلیم شرر لکھنوی جسمیں مندرجہ ذیل سوانحعمریاں درج ہیں۔ خلیفہ ناصر الدین اللہ۔ ابن بطوطہ زبیر ابن عوام۔ بقراط ملانی خان فیروز سائرین۔ واصبی۔ اعز الدین حسین سباطائی سیوطی۔ حاتم طائی۔ محمد بن تومرت المہدی المغربی۔ جبلہ ابن ایہم۔ ابو عثمان سعید بن مسجح دمشق جامع بنی امیہ۔ سب کے جدا جدا تاریخی حالات درج ہیں۔ قیمت حصہ اول ایضاً حصہ دوم۔ اس میں حسب ذیل سوانحعمریاں۔ ابو الاسود دولی احمد بن طولون۔ عمرو بن معدی کرب زبیدی تابعہ زبانی ابو ضحاک سمنون ابن قراقر بلقنا الحکم المستنصر۔ محمد ابو عبد اللہ الزقیر	۲ر عہ

نام کتاب	قیمت
مندر بن مغیرہ۔ حجاج دمشقی مہدی محمد بن قاسم سکندر اعظم۔ قیمت	۱۴؍
بزم آخر ماجرائے دلی۔ دلی شہر کی آخری بہار جس نے دیکھی اس کے کلیجے پر بس سانپ لوٹتا ہے سلطنتوں اور مغل ایمپائر کا چراغ جس آنکھ نے آخری وقت جھلملاتا دیکھا ہو اور پھر اسکا گل ہونا بھی نظر سے گزرا ہو وہی اصل رنج والم سے بے اختیاری کے دو آنسو اس پر بہا سکتا ہے منشی فیض الدین صاحب ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دہلی کے لال قلعہ کی آخری گھڑیاں دیکھیں اور پھر غدر ۱۸۵۷ء کی بربادی بھی آنکھوں کے سامنے سے گذری پس ان کا کچھ لکھنا اور مؤثر زبان میں لکھنا ظاہر ہے کہ کس قیامت کا ہوگا اور پھر قلعہ کی بیگمات کی زبان میں۔ قیمت	عہ؍
کمال راسخ۔ اس دیوان دوم میں جناب مولانا مولوی محمد عبدالرحمن صاحب راسخ مرحوم دہلوی کا وہ تمام کلام موجود ہے جو مولانا کا آخر حصۂ عمر کا سرمایہ گنجینۂ راز کی طرح مخفی تھا اس میں وہ منتخب غزلیات و رباعیات وغیرہ شامل ہیں جن کا ایک ایک شعر نازک خیالی معاملہ بندی اور راز و نیاز کا مرقع ہے خیالات کی بلند پروازی اور معنی آفرینی کو سلاست بیان۔ قادر الکلامی اور سہل الممتنع گوئی نے اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں آخر میں مولانائے مرحوم کی سوانحعمری اور پیشانی پر عکسی فوٹو بھی بطور یادگار شامل کر دیا ہے۔ دو شعر نمونۃً درج ہیں۔ مرہیں بیکے قاصد سے مرا نامہ ہوئے چیں بر جبیں ؛ چار سطروں میں دیا ہے سارے دفتر کا جواب دوسرا رنگ اور ملاحظہ ہو تصور میں تری انگڑائیاں ہیں گیسو اندھیری رات ہے بیٹھا ہوں محراب عبادت میں قیمت مجلد۔	عہ؍
یادگار امیر مینائی۔ مرحوم۔ اسمیں شاہ اودھ و والیان رامپور کی بزم سخن میں عزت افزائی امیر اللغات کی تصنیفات۔ حیدرآباد کے واقعات سفر کے علاوہ حضرت امیر و حضرت داغ کے ہم قوافی و ہم ردیف غزلیات بھی موجود ہیں گویا علاوہ حضرت امیر کی سوانحعمری کے دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا باہمی مکالمہ قابل دید ہے۔ قیمت	۵؍
اُمہات الامہ از شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم۔ یہ لاجواب کتاب جو پردۂ دنیا سے ناپید ہو چکی تھی اور ایک جلد کی قیمت سو سو روپے دینے کو لوگ تیار تھے۔ یہ کتاب نہایت محنت اور سرور سے تیار کی گئی ہے۔ چند جلدیں باقی ہیں۔	۱۲؍
محرم نامہ خلافت کے جھگڑوں کا مفصل بیان جنگ جمل اور جنگ صفین کی پوری کیفیت شہادت امام حسین علیہ السلام کا دردناک نظارہ قیمت	عہ؍
یزید نامہ اس کتاب کو محرم نامہ کی شرح کہنا چاہیئے اس میں معرکۂ کربلا کے بعد کے تمام واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ محرم نامہ پڑھنے کے بعد اس کو ضرور پڑھیئے۔	عہ؍

المشتہر:۔ شیخ نذیر حسین و شریف حسین مالکان رحمانی پریس۔ محلہ گڑھیا دہلی